U13264 1-12-05

Title - Qat'aa Muntakhib.

Author - Abdul Ghafoor Khan ~~Nasikh~~ Nissakh.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1874

Pages - 106

Subjects - Urdu Shayari - Qat'aat.

غفور الرحیم
دوسرے بنام تاریخی
۱۲۷۲
عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ
نولکشور
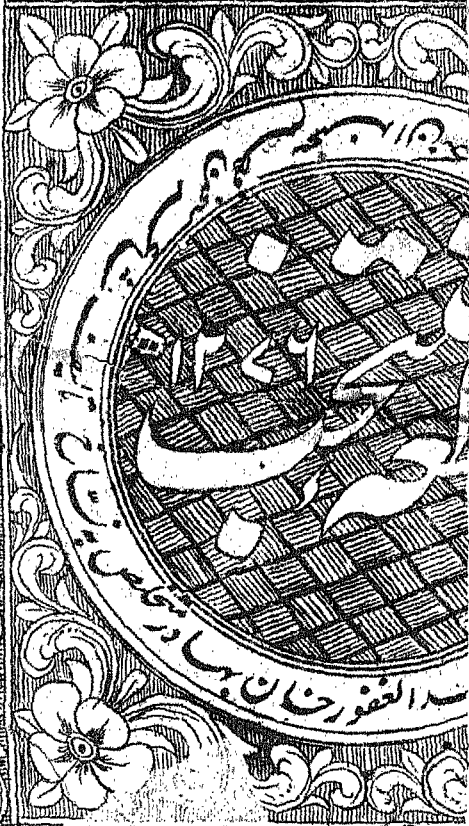
بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار سراپا قصور
عبد الغفور متخلص بہ نساخ خدمت ارباب فن مین گذارشگر ہے کہ ایک دن مجمع احباب
ہر قسم کے شعر پڑھے جاتے تھے اس مین خیال آیا کہ اگر شعرائے متقدمین و متاخرین زبان ریختہ
کے مقطعات عمدہ جہان تک دستیاب ہون بقید ردیف جمع کیجائین و تخلص اور نام و نشان
بھی بقید حروف تہجی ہر ردیف مین تحریر پائین تو ایک معقول یادگار رہجائیگا کہ کسی نے آج تک
ایسا تذکرہ جمع کیا نہین اسپر راقم نے کمر ہمت چست باندہی اور تھوڑے عرصہ مین بہت
دیوان اور تذکرہ سے چن کر قریب ساڑھے پانسو قطعون کے جمع کیا اور نام تاریخی آ
قطعۂ منتخب رکھا نکتہ بینان زبان و خردہ بینان دوران سے امید ہے کہ اگر کہین غلطی یا
نکتہ چینی اسے پائین اور تردد بینی سے ہاتہ اوٹہائین مصرعہ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا

ردیف الف

اثر تخلص سید محمد میر دہلوی حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ کے چہوٹے بہائی شعر انکے
عاشقانہ و دردمندانہ ہوتے ہین دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیڈرلی ابن جیمس ہیڈرلی شاگرد نواب زین العابدین خان عارف سرکار انگریزی میں عہدہ کپتانی پر مامور ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

بیٹھے جو آنکھہ گاڑ کر دیکھے	حسن اوس رشک ماہ کامل کا
رخ روشن پہ جم گئی پتلی	سبکو ناحق گمان ہے تل کا

اسیر تخلص میر مظفر علی خطاب تدبیر الدولہ ولد سید مدد علی باشندہ قصبہ امیٹھی شاگرد مصحفی واجد علی شاہ اودہ کے ملازموں میں ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا ذکر ہے اور ساتھیوں کا	چھوڑا دل نے بھی ساتھہ اپنا
تنگ آ گئے ہیں بخت ان تو نیسے	پتھر کے تلے بھی ہاتھہ اپنا

6 آشفتہ تخلص حاجی عبد اللہ ولد عبد الحمید باشندہ سلہٹ شاگرد حضرت راقم کے احباب میں ہیں

وہی عالم اچھا تھا آشفتہ جس میں	وجود و عدم کا نہ رنج و محن تھا
نہ ہستی کا نام و نشان تھا نہ اچھا	نہ جسم تھا نہ دل نہ غم جان و تن تھا
نہ خوف قیامت نہ تشویش دنیا	نہ مرگ اور نہ سودای گور و کفن تھا
نہ سر تھا نہ شور جنون کی یہ شورش	نہ دل تھا نہ اوسکا یہ دیوانہ پن تھا
کھلی آنکھہ خواب عدم سے تو دیکھا	اجل ہے یہ اور روبرو گورکن تھا

7 آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مسکن و مدفن لکھنؤ ۱۲۱۲ میں انتقال کیا تیر اندازی میں خوب دخل رکھتے تھے انکے محامد و مکارم کا حال اظہر من الشمس حاجت بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

آج بیمار کو پھر دیکھا تھا ملنے تیرے	وہی بیتابی تھی جی کی وہی گھبرانا
کوئی دن ہے میں تو آثار نہیں جینے کے	مرض عشق میں میں پہلے ہی پہچانا

8 اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلی کچھ روزوں مدراس وہان سے کلکتہ میں آ کر پھر شاہجہان آباد کو چلے گئے

...یار نے مجھسے ... ربط بار دگر کیا پیدا
...میر سے ... اطفری کچھ اثر کیا پیدا

...میر شبیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان
...ی جاہ باشندہ نارنول میر حیدر علی حیران اور میر سوز سے کسب سخن کرتے تھے
اخر ایام مین اشرف البلاد کلکتہ مین آکر فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوے تھے
حضرت شیخ سعدی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ مذکورہ اور دیوان انکا
نظر سے گذرا

تو او کہتا ہے جو مجھسے سخن ناحق پر ... مگر انصاف ہے اس دور سے ای جان اوٹھا
غیر کے ملنے کی کہاتا نہین ہے اب قسم ... مجھسے کہتا ہے تو اس بات پہ قرآن اوٹھا

ولہ

سینے کہا کل اوس سے کہ افسوس ناتوان ... مایوس ہوکے کوچے سے تیرے چلا گیا
کہنے لگا کہ جانے سے اوسکے کچھ ہے غم ... سودائی اسطرحکا جو جان سے گیا گیا

ولہ

ترے بیمار کو طبیبون نے ... دیکھکر غم سے سر کو دے مارا
اور کہا ایک آہ بھر کر یون ... کچھ خدا ہی سے اسکا ہو چارا

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو
لکھنویون کے انداز مین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۷۵ھ ہجری مین انتقال کیا
کلیات انکا نظر سے گذرا

آنکھون مین ہے پہر تا سحر وصل کا عالم ... اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا دھڑکا
سونا کسی مہرو کا لپٹکر وہ گلے سے ... ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی وہ نور کا تڑکا

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر دہلوی نجفی الاصل
تھے مولد انکا مرشد آباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے
مصاحبون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سے فنون مین دخل

رکہتے تہے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ خوب کہتے تہے مشہور ہے
میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوکر اونکی ہجو لکہی تہی میان منتظر نے اوسکا جواب
کلیات انکا نظر سے گذرا

استعداد اونکی پہ بیٹہے تہے مرے گہر مین کریٹ — بوندین پڑنے لگین اور برسا اک جہا آ
تب لگے کہرٹ کے ہاتہہ کرکے کہنے سے یہ سبب — مجہے رہنا ہی پڑا قہر یہ کیا آ
کیا برسنا تہا اسے میرے ہی گہر جا کے وقت — اسلیے کس گہڑی باول یہ نگوڑا آ

ولہ

اتہونا اون ہوسنا چاہو سو بیار ہے کہلو — پہر تمہین ہوویگا نقصان یہ گالی دو ہمیں
آخرش ہو گئے جوان پہر تو کسے بہایگا — چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دو ہمیں

ولہ

گر وقت سحر جاتے ہو تا ہے یہ ارشاد — ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا
پہر شام کو آئے تو کہا صبح کو یون ہی — رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا

تجلی تخلص میر حسن عرف میر جانجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم خواہر زادہ میر تقی بڑے ظریف تہے لیلی و مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان نظر سے گذرا

وارفتگان عشق کا سن حال ہمنشین — بیرون شہر جاتا تہا کل مین چلا ہوا
ٹوٹے سے ایک قبر نظر آگئی مجہے — جانا کہ دلشکستہ ہے کوئی یہان دبا ہوا
اک بیکسی سے اوسپہ برستے تہے دیکہکر — رویا مین دیر ابر نمط وہان کہڑا ہوا
تا گسر ہانے کی جو طرف جا پڑی نگاہ — لوح مزار پہ تہا یہ اوس کے کہدا ہوا
اے دردمند عشق جو اید ہر سے نکلے تو — ہاک تہا ایک دل شدہ ہے میان گڑا ہوا
دو بول لکہ رکہے ہین نصیحت کے واسطے — دیکہ اوسکو چشم دل سے اگر ہے پڑہا ہوا
زنہار دل کے جانے کو مت سہل جانیو — دل ہائے جسکو کہتے ہین وہ ہے گیا ہوا
دیوانہ پن ہی جانتا اپنا رفیق اونسے — بیگانہ ہے وہ جب کسی سے آشنا ہوا

بیگانگی تو ایک طرف بلکہ بے وفا
سمجھا تھا مین بھی وسئے کا جب اونکا قصد تھا
لیکن جب اختیار مین وہ اور کے گیا
چلنے لگے پھر ایک طرف سے خدنگ طعن
یک عمر جنکی دوستی مین صرف کی تھی ہائے
فصل بہار ہونے لگی پھر خزان کے بیچ
گلرنگ آنسو پہونچے جو دامن تلک بہت
کوہون سے چشمے اوترے مری چشم کے سبب
ٹپکا کیا ہون راتونکو پھر خون سے مرے
القصہ دم کی دم مین اگرچہ خوشی ہوئی
چھوٹونگا دل کے ہاتھ سے جانا تھا بعد مرگ
دل کھا اوسکو لطف نہین اب بغل کے بیچ
پوسیدہ استخوان کو بھی لگ اوٹھی ہے آگ
گر تجھکو اعتبار نہین دیکھ اب تلک
شاید عذاب قبر جو کہتے تھے ہے یہی
پہلو سے میرے اسکو نکال اب وگرنہ مین
سووے ہی گا نہ سونے ہی دیویگا یہ رقیب
بالفرض بعد مرگ جو جنت مین بھی گیا
حاصل کلام یہ ہے تجلی کہ پھر یہان
جی دیجیو پہ دل نہ کہین دیجیو زنہار

دشمن ہی اپنا دوست جہان اور کا ہوا
پہچیگا یاری دل بھی اگر دلربا ہوا
تو رفتہ رفتہ کیا کہون احوال کیا ہوا
سینہ جگر نشانہ تیر بلا ہوا
اوٹھین ہر ایک دشمن جانی مرا ہوا
سرخ اشک زرد رخ پہ جو آیا سہا ہوا
ہر تختہ تختہ ہائے چمن سے سوا ہوا
دریا فرو بنے سو تون رکھا چڑھا ہوا
دیوار و در ہے دیکھلے اتبک رنگا ہوا
تو برسون تک غمون ہی مین جی مبتلا ہوا
لیکن نہ اس عذاب سے اب بھی رہا ہوا
انگار آگ کا ہے دہرا دہکتا ہوا
یون شعلہ بیٹھتا نہین اوس سے اوٹھا ہوا
حاضر ہے جابجا سے کفن بھی جلا ہوا
دنیا مین تھا سو یہان بھی وہ آیا لگا ہوا
آرام پھر کہان نہ جو اوس سے جدا ہوا
تا صبح حشر پڑیگا یون ہی پڑا ہوا
دوزخ تو میرے ساتھ ہے کیا فائدہ ہوا
سمجھیگا جو مرتکب اس امر کا ہوا
دکھ دہی ہے دو جہان مین یہ خاطر دیا ہوا

ولہ

کل تجلی کو یار نے پوچھا ۔ اکثر آتا تھا اب نہیں آتا
اوٹھ گیا شہر سے کہ روٹھا ہے ۔ ہم تلک کیا سبب نہیں آتا

اک خدا ترس نے کہا تجھکو — کچھ ترس ہے غضب نہین آتا
تو ہی غافل ہے اوسکے حال سے یہان — ورنہ اسجا وہ کب نہین آتا

ولہ

مجھے کہتے ہین کیون رسوا ہے تو وہ ہو جو رو رو کہتا تھا — ابھی اوسکے پاؤن تک یہ سر ہو آرزو پہونچا
ہو اگستاخ اب ایسا کہ خطرہ کچھ نہین کرتا — کبھو چھاتی پکڑلی ہے کبھو بازو کبھو پہونچا

تراب تخلص شاہ تراب علی مغفور باشندہ کاکوری متعلق لکھنو خلف وسجادہ نشین شاہ کاظم علیہ الرحمۃ صاحب کمال تھے پنجم ماہ جمادی الاول روز یکشنبہ سنہ ۱۲۷۵ ہجری کو انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

شب کے کل طفل شوخ کہنے لگا — مین جو وان حسب اتفاق گیا
دل سے تیرے ابھی تلک اے پیر — عاشقی کا نہین مذاق گیا

جرات تخلص شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت اونیس برس کی عمر مین چیچک کے عارضہ سے بصارت انکی زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کمال رکھتے تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل تھے اشعار انکے خوش ادا اور نہایت عجیب و عاشقانہ ہوتے ہین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

کسی نے میری طرف سے جو یہ لگا دی بات — کہ شب کو یہ کسی محبوب سے دوچار رہا
تو کیا سنا کے مجھے وہ سبھون سے کہتا تھا — کسی کے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا

ولہ

گر رو برو اوسکے کسی غمخوار کو چھپکے — کچھ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا
تو کیا کہون کہتا ہے عجب شکل سے مجھکو — کچھ ہونٹھون ہی ہونٹھون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

ولہ

کہون قسمت کی کیا خوبی عجب طالع کی شامت ہے — محبت مین بگڑتا ہے یون ہی کیا کام انکا

نہ باہم نامہ و پیغام ہے نے جا سکوں ہوں میں
نہ آنا یہاں کسی صورت سے ہو سکتا ہی جانا کا

ولہ

تماشا ہے کہ جن کو درد نہیں اوسکے اقربا خوش تھے
تو ناحق پھر گیا تھا جیسے دل اوس آفت جان کا

ہوا وہ خوش تو اب لوگوں نے اوسکی شادی کی
نہ وہان جائی کوئی یہانتکا نہ یہان آئی کوئی وہانکا

ولہ

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو
عجب احوال دیکھا جسنے کل اوس خانہ ویران کا

ترسے تھے موسے سرتا پا لباس تن تھا عریانی
بچھایا خاک پر تھا بستر اخار مغیلان کا

کبھی اوٹھ دوڑتا تھا وہ کبھی لوٹے تھا کانٹوں پر
نہ تھا کچھ ہوش آوس وحشی کو اپنے جسم عریان کا

نکہتا تھا کسی سے بات ہرگز اک مگر مطلع
یہی ورد زبان تھا اوس مریض درد ہجران کا

کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا مجھکو جانان کا
نہ مجھکو ہوش ہے دلکا نہ دلکو ہوش ہے جان کا

ولہ

اگرچہ آمد صبح قیامت سے زمانے میں
ہر اک آلودہ خواب عدم یکبار اوٹھ بیٹھا

لیکن خفتگان نقش قالی خواب مستی سے
نہ کی جنبش نہ لی کروٹ نہ ہشیار اوٹھ بیٹھا

ولہ

اب حقیقت کیا کہوں تیرے مریض عشق کی
ماجرا اوسکا مفصل کب سنایا جائے گا

دیکھکر جسکو طبیبوں نے کہا منہ پھیر کر
حال اس بیمار کا ہمسے نہ دیکھا جائے گا

ولہ

لوگ کہتے ہیں جو وہ بیزار ہے تو بھی نہ بول
تیرے کھنچ رہنے سے کچھ اک وضع پر آجائیگا

لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھے مجھسے پر
دل مرے تئیں نہیں مجھسے نہ روٹھا جائیگا

ولہ

لگتی نہیں پلک سے پلک آہ کیا کریں
قسمت میں کیونکہ وصل ہو اوس رشک ماہ کا

یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہیں اوسکو بھی
وہ دیکھنا جو خواب میں تھا گاہ گاہ کا

ولہ

گر دیا دل کسی مہ وش کو کسی عاشق نے — تو سنا ہے کہ اون دونون مین یارا نہ ہوا
پہ دیا مین نے جسے دل مجہے اوس سے ابتک — آنکہ سے آنکہ ملانے کا بہی یارا نہ ہوا

ولہ

اے فلک جب سے وہ خورشید رو ہوتا میرا — ہائے ایسا میری قسمت کا ستارا نہ ہوا
سچ کہا ہے کہ تجلی کو نہین ہے تکرار — وصل قسمت مین مرے اوسکا دوبارا نہ ہوا

ولہ

نہ جیتے جی کبہی آئے وہ اور آئے تو یون آئے — نہ پوچہو کچہ نہ پوچہو مجہسے عالم اونکے آنے کا
کہ وقت نزع آ بالین پہ میرے چپکو نہین وہ — لگے کہنے کہ کچہ دیکہا نتیجہ دل لگانے کا

ولہ

گر اوس سے یہ کہتا ہون ڈر اللہ سے ظالم — مر جاونگا گر یونہین ترے ظلم سہونگا
تو وہ سبب بیدرد یہ چتون مین کہے ہے — کیا خوب ترے کہنے مین کیون نہ ڈرونگا

ولہ

تصویر مصور جو کوئی کہینچ دے اوسکی — تو کچہ نہ کہونگا نہ کچہ اوس سے مین سنونگا
پر ساتہ نہ ہوگی جو مرے یار کی صورت — بیٹہا ہوا دن رات بلائین تو مین لونگا

ولہ

کل اوس خونخوار کی محفل مین جو ناہی — دل بیتاب مجہکو کہینچ لایا
تو اوسنے یہ سمجہکر منہ کو پہیرا — کہ پہر بدنام کرنے والا آیا

ولہ

اگر کہتا ہون رو کر مجہسے ملنا تو نے کیون چہوڑا — ہوا کہنا پڑا مجہکو یہ اے فتنہ گر کسکا
تو کیا جہنجہلا کے کہتا ہے سمجہتا نہین ہے تو — کہ ہو نہین کون اور عاشق ہوا ہون آنکہ کسکا

ولہ

بعد مردن مرے تابوت پہ سب رو دیتے — چشم بے آب مگر اک وہ ستمگا ہنستا

قطعہ منتخب

لپک کیا منہ کو چہپاتا تہا جو کہتے تہے یہ لوگ ۔ الٹی سوجہی ہے تو مرنے کا کچہ آثار نہ تہا

ولہ

سوزش دل کی حقیقت کہین کیا بس پوچہو ۔ یہ دہوان سینۂ سوزان سے ہمارے نکلا
کہ ہوا پہ لگے افلاک بہی اوڑنے گویا ۔ چہوڑتا نالۂ جانسوز غبارے نکلا

ولہ

کیا کہون وصل کی شب لیکے بلائین اسکی ۔ کیا اوٹہاتا ہون مین زانو پہ بٹہانے کا مزا
ہین تو پہر آپ مین رہتا نہین دل سے پوچہو ۔ آگے پہر پہنچ کے چہاتی سے لگانے کا مزا

ولہ

ترک کیا ایسا ہی وہ جو پہرتا آیا کل جو تک ۔ ہاتہہ اوسکے پاؤن پہ بہولے سے میرا پڑ گیا
ہین تو یہان اسبات سے آنچ پہ اللتا ہوا تہا ۔ اور سارے شہر مین کچہ اور چرچا پڑ گیا

ولہ

چہپلے کی کیا سیر ہے کل جو لیکر آئینہ ۔ دیکہتا تہا عالم اپنے وہ مسی و پان کا
سینے سیلے دیکہہ پہر سو ہو کے پہر بے اختیار ۔ آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم خلف خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہکاری مودودی علیہ الرحمہ جعفر علی حسرت سے کسب سخن کرتے تہے صاحب کمال تہے موسقی مین خوب دخل رکہتے تہے لکہنؤ مین بخشی نام ایک معشوقہ بازاری پر عاشق ہو کر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تہے چنانچہ قلندر بخش جرات نے انکی اور بخشی کی عشق و محبت کے حال مین ایک مثنوی کہی ہے از راہ زندگی بسر کرتے تہے لکہنؤ مین نواب وزیر نے انکی بڑی عزت و توقیر کی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا +

کونسی شب ہوئی تیلا تو ستمگر جو مین ۔ پس دیوار ترے رو کے پکار انکہیا
پہ نہ پوچہا کبہی احوال کو میرے تونے ۔ ہاے ظالم مرے فریاد کا پیار انکہیا +

حمید تخلص منشی مصطفی حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سر رشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسہ کلکتہ وطن انکا جا نگام مولد بنارس مسکن کلکتہ

١٦

اشعار اپنے راقم کو دکھاتے تھے انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

فرقت مین ترے ہائے یہ نوبت مری پہونچی	دم ناک مین احباب مرے لائی ہین کیاکیا
ہر دم یہی کہتے ہین کہ کیون پہلے نہ سمجھے	اب کہیے کہ بن آئی مرے جاتی ہین کیاکیا
کمبخت یہ پہلے نہ سمجھ آئی تھی افسوس	دل دیکھ کے اوسے کیا کہین پچھتاتی ہین کیاکیا

۱۷ **حیران تخلص** حافظ بقاء اللہ ولد حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

بعد مرنے کی یہ خواہش ہے مری اے دوستو	کچھ نہ خواہش مند عزت کا ہون نی توقیر کا
گرد تربت کے اک آئینہ ہو اور طوطی ہو آہ	تاکہ جانئے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

۱۸ **درد تخلص** حضرت خواجہ میر دہلوی علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب قدس سرہما اشعار فارسی و ریختہ انکے نہایت پر درد ہوتے ہین موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے کمالات صوری و معنوی انکے ازحد مشہور ہین روز آدینہ بست و چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ ہجری قدسی مین آپ کا وصال ہوا ہے راقم نے انکو مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان فارسی و اردو ان کے نظر سے گذرے

کہا مین یون تو مل جاتے ہو آکر بعد مدت کے	اگر جا ہو تو یہ کیا تمکو اکثر ہو نہین سکتا
لگا کہنے سمجھ اسباب کو ٹک تو کہ جلد اتنا	ترے گھر آنے جانے مین مرا گھر ہو نہین سکتا

ولہ

میرے نالون پہ کوئی دنیا مین	بن کیے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اوسکو اثر خدا جانے	نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا

۱۹ **دلسوز تخلص** خیراتی خان باشندہ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر دہلوی نواب مظفر یاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین رہتے تھے موسیقی سے نہایت ذوق رکھتے تھے مدام مست رہتے تھے پورب مین جاکے انتقال کیا

وہ تو کہتے ہین راز دل اپنا	نہ کسی اپنے یار سے کہنا
اور یہان دل کی بیقراری سے	روز دو تین چار سے کہنا

قطعہ منتخب

۲۰ راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلاتے تھے سنہ ۱۲۳۸ ہجری میں انتقال کیا شعر ان کے اچھے ہوتے ہیں ان کے دیوان و مثنوی راز و نیاز و مثنوی حسن و عشق و مثنوی سبیل نجات نظر سے گذری ۔

علاقہ سے آزادگی تھی سبد ۔ — جنون جن دنون اپنا زنجیر پا تھا
تھی فکر پوشش کی دیوانگی میں — اس اندیشہ کو بیٹھے تہ کر رکھا تھا
نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت — نہ پروا کلہ کی نہ شوق قبا تھا
فقط گرد کی تہ تھی پیراہن تن — نہ کچھ اور پاس اپنے اپنے سوا تھا
اکیلا رہے کیا تو نے اے ہوشیاری — لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

۲۱ سلیس تخلص سید محب علی کانپوری شاگرد مونس مرثیہ گو ۔

باہیں گلے میں ڈال کے اوس شوخ نے کہا — ہیں کامیاب وصل جو یکبار ہو گیا
مدت سے خفتہ بختی کا شکوہ تھا آپ کو — کہیے نصیب آج تو بیدار ہو گیا

۲۲ سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع وطن انکا کابل مولد دہلی تلمیذ شاہ حاتم ایام شباب میں لکھنؤ میں جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربوں میں منسلک ہوئے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں انتقال کیا سودا نے مثنوی کہے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن قصیدہ گوئی میں اپنے عہد میں بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

سودا جو کبھی گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کے فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہی کہاں ہے

وله

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

وله

بیٹھے یہ سودا سے کہا ایک دن — غم ترے کیا سینے میں گھر کر گیا
سنکے کہا جو کوئی آیا سو یہاں — سیر یہ انداز و گھر کر گیا

ایک جو مانند گل اس باغ مین — خرم و خندان ہو گذر گیا
ان کی شبنم کی روش دوسرا — شام سے رو رو کے سحر کر گیا
کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے — ہر کوئی یک طرح سے بسر کر گیا

ولہ

سودا کی کہتے ہین کہ ہے اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اور ونکی نسبت اندنون کچہ لگ چلا تہا وہ — دو چار روز کیون ہین بدستور ہو گیا

ولہ

گرچہ رویا ہین ترے غم مین بہت سا لیکن — اپنے رونے کا تجہے رات مسلسل بہا یا
خون کے ہر قطرہ پسینے سے کہتا تہا یہی لخت جگر — تو قطرہ تک بھی نہ پہونچیگا کہ مین یہ آیا

ولہ

تجہہ بن عجب معاش ہے سودا کی اندنون — تو بھی ٹک اوسکو جا کے ستمگار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن — نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکھنا
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب — تنہا پڑے ہوے در و دیوار دیکھنا
یا جا کے اوس گلی مین جہان تہا ترا گذار — لے صبح تا شام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس مین بھی پائے تو پھر شغل — پڑہنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تہے ہم نہ دیکھ سکین روز ہجر کو — پر جو خدا دکھائے سو لاچار دیکھنا

ولہ

اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا — سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا
بولا کہ حق بطرف ہے اس امر مین کہ یار — جب سے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا
اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا اوسکے رنگ — پھر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین سکونت کی تہی خط شفیعا و نستعلیق خوب لکھتے تہے تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تہے شعر اس انداز

سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بناکے دکھلا دیتے تھے پہلے ستم تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسّی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا ٭٭

کہا نعش پہ ہوکے بولا کہ ہے ہے	یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا ٭
کہین رہتے و آلو نگ سوز ہے ہے	بھلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

۱۴ **شاعر تخلص** ناصر پست مرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

تو تھا افسوس عالم کیا کہین	حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی ہے عاشقی	غم الم وحشت جنون سودا رہا

۱۵ **شیفتہ تخلص** مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفی خان بہادر رئیس دہلی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد و رشید حکیم مومن خان اوصاف حمیدہ ان کے بیان ہو نہین سکتے اشعار ان کے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین

کہا گل نے اسے سراپا ناز	تلون سے ہے تجھکو مدعا کیا
کبھی ہم پر عتاب بے سبب کیون	کبھی ہو بیٹھے غیرون سے وفا کیا
کبھی محفل مین وہ بیباکیان کیون	کبھی خلوت مین پیش شرم و حیا کیا
کبھی تمکین صولت اس قدر کیون	کبھی یہ غمزہ ہاے جانفزا کیا
کبھی شعرون سے میری نغمہ سازی	کبھی کہنا کہ یہ تو نے کہا کیا
کبھی بے جرم یہ آزردہ ہونا	کہ کیا طاقت جو پوچھون مین خطا کیا
کبھی اس دشمنی پر بہت تسکین	سبب ہم جلوہ ہاے دلربا کیا
یہ سب طول اور یہ سنگ تکلف	جواب اسکی تعشق سکو دیا کیا

قطعہ منتخب	کہ باتین عشق مین ہوتی ہین کیا کیا		ابھی اے شیفتہ واقف نہین تم

۲۶ **صبا تخلص** میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی پسر خواندہ و خواہرزادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے ہین ۱۲۸۲ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا		عجب طرح کی حوادث ہین بحر ہستی مین
جہان ذرا سر اوٹھاے ہوے حباب رہا		کمند لیکے وہین موج ہوگئی موجود

۲۷ **ضبط تخلص** منشی کنہیا لال سر رشتہ دار کلکٹری ضلع فتحپور آباد خلف موہن لال مراد آبادی

سمجھے تھے ہم دل کو کہ ہشیار ہوگیا		صدمے اوٹھا چکا تھا بہت عشق زلف مین
نادان پھر بلا مین گرفتار ہوگیا		زنجیر کیسی کیے آج کھلے بال دیکھکر

۲۸ **طپش تخلص** مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے اور اون کے حکم سے اپنے دیوان کو مرتب کرکے تمام تاریخی اوسکا گلزار مضامین رکھا تھا بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک ڈھاکہ مین نواب شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہتے تھے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات ان کے لاجواب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

آج رہنا ہو گوشہ گیرون کا		ہو اجازت تو بزم مین تیرے
بستر دور ہے فقیرون کا		اب کہان جائین سر پہ آئی شام

ولہ

اوسنے میرے تئین گرا پایا		خاک پر کل جو نقش پا کی طرح
خاک پر سے ہے کچھ پڑا پایا		خوش ہوا اتنا دیکھکر گویا

ولہ

جب طپش کو نکلی بوسہ تکے اوس لب سے فقیر
تب فقیر ونکی طرح شعر وہ پڑھتا یہ چلا

بیٹھوا ہین کسی پہ زور نہین یا محبوب
جو دیجے اوسکا بہی بہلا جو ندیجے اوسکا بہی بہلا

ولہ

یک چند طوف کعبہ مین ہو حق کیا کیے
یک چند رہکے دیر مین شور و فغان کیا

لیکن ہزار شکر کہ پہر آخر اختیار
میخانہ مین توسل پیر مغان کیا

ولہ

بوسہ دیتے دیتے کل کچھ سوچکر جو ہٹ گیا
تہا کسی غماز کا شاید وہ بہکایا ہوا

یہ بہی سب جہوٹ اپنی قسمت ہی بری ہے ورنہ لو
منہ سے پہر جاسے نوالا یک بیک آیا ہوا

ولہ

کنج تنہائی مین کوئی مونس و ہمدم نہین
اب در و دیوار سے جی مجھکو بہلانا ہوا

آج کو ہوتا جو دل تو ایک سے دو تہے بہلے
آہ اس مرحوم کا کس وقت مرجانا ہوا

ولہ

کچھ پیچ و تاب آتے ہین دلا تیرے زلف
ہے یہی صورت تو جینا مجھکو مشکل ہوئیگا

گاہ تو عذار فتنۂ گیسو گہے بیمار چشم
ایک جی تیرا بہلا کس کس پہ مائل ہوئیگا

ولہ

دل مین آتا ہے کہ اوس شوخ کی محفل مین کبہی
ساتہ لیجاؤن کوئی اور طرحدار لگا

یون کرون عرض کہ ہے جنس یہ دلکی حاضر
قیمت بوسہ پہ دیتا ہون مین ناچار لگا

آپ لیتے ہین تو لین ورنہ کہو دون اسکو
ساتہ پہرتا ہے کئی دن سے خریدار لگا

ولہ

کل طپش ہمنے جو دیکہا ایک مزار
لوح پر اوسکے یہی مرقوم تہا

فاتحہ پڑہ جا ادہر بہی راہ رو
مین بہی کشتۂ ہستی موہوم تہا

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم صاحب

تذکرہ حکیم ثناء اللہ خان فراق سے کسب سخن کرتے تھے اور اپنے والد ماجد سے بھی استفادہ کیا تھا فن طبابت میں اچھا دخل رکھتے تھے شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

اپنے مقتولوں کی تربت پہ جب اے رشک چمن	تو نے دونا کوئی پھول نکا چڑھایا ہوگا
تاقیامت بخدا اپنے کفن سے اندر	پھر تو پھولا نہ خوشی سے وہ سمایا ہوگا

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھچو دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے آخر ایام میں عظیم آباد میں سکونت اختیار کی تھی دیوان انکا نظر سے گذرا

خدا جانے فدوی سبب کچھ تو ہے	جو ایسا وہ اب ہوگے بیدل گیا
وگرنہ اوسے ایک دم میں تھا	ادھر ہنسے روٹھا ادھر مل گیا

ولہ

وقت رخصت جو مرتے مرتے بچے	اتنے دن اور رنج پانا تھا
جیتے تھے ہجر کے لیے فدوی	یوں خدا کو بھی دن دکھانا تھا

ولہ

کچھ خبر تجھکو بھی ہے فدوی کی یار	کل جو گھر میں شام سے بیہوش تھا
صبحدم بالیں پہ جوں شمع وچراغ	کوئی روتا تھا کوئی خاموش تھا

ولہ

آتش شوق نے ہمیں مارا	گر کبھی بعد روز و شب ہوگا
بن ملے تو یہ حال ہے فدوی	وہ ملیگا تو کیا غضب ہوگا

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین باشندہ چاندپور توابع سنبھل مقیم دہلی تھا گرد سودا انتقال کیا شعر خوب کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

شام یا صبح یہاں پہ جب قائم	یہی گھڑی گر رہی جا ہیگا
بس کئی دن غنیمت ہے اسیر	کسکی شب تب ادھر جا بیٹھیگا

بس ہے پینے کو چند روز کو اشک ۔ لخت دل جب تلک ہی کہانے گا

ولہ

کہاں تک یار کے قائم مرے اس عالم سے ۔ رفتہ رفتہ جو گذر جانے کا مذکور گیا
سنکے اتنا تو کہا حیف کہ اس دنیا سے ۔ ناز برداری معشوق کا دستور گیا

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ واجد علی بادشاہ اودھ کے مصاحب تھے کلکتہ مین بادشاہ کے ہمراہ گئے تھے رفتہ رفتہ سب کے دوستون مین تھے ترجمہ شمشیر خانی اور دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۸۶ ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

قطعہ

وعدہ آنے کا کیا تھا اور تم آئے نہ تھے ۔ آہ میرے منہ پہ کہتے تھے اثر بیٹھے گیا
نالہ غل کرتا تھا چل بیٹھے گیا مطلب ترا ۔ کرتے تھے ہر پل اشارہ چشم تر بیٹھے گیا
جذب دل کہتا تھا کھینچا ہے ادھر بیٹھے ادھر ۔ عشق کہتا تھا یہ کار سخت تر بیٹھے گیا
اور کلیجے کی تڑپ کہتی تھی جو جی ہے وہ کر ۔ کر دیا بیتاب اور راہی ادھر بیٹھے گیا
کہتے تھے سینے کی آگ اوس بت کا دل گرکر گرم ۔ مہربان مدت پہ تیرے حال پر بیٹھے گیا
الغرض شرمندۂ احسان یہ سب کرتے رہے ۔ انتظار آمد آمد تا سحر بیٹھے گیا
تم نہ آئے رات بھر کیا زور تھا تیر مگر ۔ شرمسار ان سبکو اے رشک قمر بیٹھے گیا

ولہ

بدل ہے انس سرور و الم سے گو مجھکو ۔ نفاق انکین ہے ہر اک بہم نہین رہتا
جو غم ہوا تو فراق سرور مین رو یا ۔ ہوا سرور تو غم ہے کہ غم نہین رہتا

ولہ

اسے پری عجب ہے کہ سو و اثر ہے عاشق کو ہوا ۔ وہیان یک لخت طبیبون کو مرا بہول گیا
نبض دیکھی جو کسی نے تو اوڑ گیا ایسے ہوش ۔ نسخہ لکھنے کو جو بیٹھا تو دوا بہول گیا

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کرانکپور شاگرد جرأت

وفیام الدین قایم بزرگ ان کے ارباب مناصب تھے یہ درویشی اختیار کرکے سیاحت کرتے تھے انکا دیوان اور تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذرا شعر اچھا کہتے تھے

آه جو کچھ ہمسے ہوسکتا سو کرچکتا ولیک — ایک دن تمکو نه شوق کار فرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال — مین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا

۲۷

کوکب تخلص مرزا غلام حسین خان شاگرد محمد صادق خان اختر بنیتر لکھنؤ مین تہو تھے اور فارسی کہتے تھے

صبا اتنا پیام جان محزون اوس سے کہدینا — کہ اسے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے ترے دم آرہا ہے اسدم آنکھون پر — جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

۲۸

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد نانی شروع جوانی مین دہلی گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور پر گو ایسے کہ آج تک شعراے اردو مین دوسرا نظر نہ آیا چنانچہ آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان فارسی بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین لکھے ہین اشعار ان کے نہایت آبدار و عاشقانہ مطبوع طبائع طبّاعان زمانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے ان کے نظر سے گذرے

یوسف بہی اپنے عہد مین کچھ تجھسے کم نتہا — اوسکا بہی حسن رونق بازار ہوگیا
پر تو وہ جنس نغز ہے بازار دہر مین — سودے مین جسکے محو خریدار ہوگیا

ولہ

پکڑکر ہاتھ اوسکا مین لیا چوم — طمانچہ اوسنے جب مجہپر اوٹھایا
وہ غافل تھا مریداری سے یعنی — مزا یون چاہ کا اوسکو چتایا

ولہ

پٹی کے نیچے پایا تعویذ وہ نکا دفینہ — کہتے ہین کل یہ اوسکا ہمراز گہر سے نکلا

قطعہ منتخب

جادو کیا تھا اوسنے میرے لیے جب اولٹا | اتنی ہی بات پر بس اغیار گھر سے نکلا

ولہ

ایک بوسہ مانگتا تھا تصویر کے لب سے جان | مین جنس حسن کا تو خریدار کچھ نہ تھا
پر حیف تم سے اتنی بھی ہمت نہو سکی | اس مین زیان خوبی رخسار کچھ نہ تھا

ولہ

اے مصحفی مین تجھسے کہون ایک ماجرا | سنتا ہے اسطرف کو ٹک اے یار دیکھنا
لیکن یہ شرط ہے کہ تجھے میرے ہی قسم | کیجیو کسی سے اسکو نہ اظہار دیکھنا
کچھ اندنون مین آگئے ہے نسبت تر ا رفیق | بے طرح ہو چلا ہے بد اطوار دیکھنا
باور نہین ہے تجھکو اگر یہ مرا سخن | تو آپ جاکے تو بہ شب تار دیکھنا
دیوار و در یہ ادسکے تک ایک کہو چشم گوش | سننا یہ حرف اور یہ اسرار دیکھنا
چہیڑے سے ہے اوسکو غیر تو کہتا ہے اوس سے یون | کوئی کھڑا نہو پس دیوار دیکھنا
پس ایسے بے سے یکبار اوس شہر کی تین | ہے ہر کسی سے گرمی بازار دیکھنا

۳۶ **مفتون** تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی آخر ایام مین بصارت اونکی جاتی رہی تہی چار سال کا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے ریختہ کے ملاقاتیون مین تھے

یاد ہین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین زار | بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پہاڑا گریبان گل کا دامن چاک تھا | چشم نرگس سے بہی جاری اشک شبنم ہو گیا

۳۷ **ممنون** تخلص میر نظام الدین مخاطب بہ فخر الشعرا اوستاد محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا اپنے والد سے کسب سخن کرتے تھے وطن انکا سونی پت مولد وجاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے آخر عمر مین اجمیر کی کوہستان مین سکونت کی تھی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے ۱۲۶۰ ہجری مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند ان کے وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

ضعف ہے مانع تحریر ولیکن قاصد — اوسے پیغام زبانی یہ سنانا اپنا
مثل شمع سحری رہگذر شوق مین ہیں جان — دم ہے یہان ہونٹون پہ اسے راہ بتانا اپنا
اگر آنا ہے تو آ ورنہ کوئی دم مین اب — عدم آباد کو نزدیک ہے جانا اپنا

٣٨ **منحور تخلص** منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی حیدر مرحوم باشندہ چیچپڑہ ضلع ہوگلی بزرگوار ان کے ولندیزون کے عہد مین دہلی سے آکر وہین بسے تھے انکا بیٹا چیچپڑہ جا سے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند وطبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

گاہ روتا ہون گہے ہنستا ہون اپنے دھیان مین — شکل دیوانہ کبھی پھرتا ہون گھبرایا ہوا
دیکھکر کہتا ہے کوئی ہے اسے آسیب جن — کوئی کہتا ہے پری کا ہے اسے سایا ہوا
پر نہین واقف ہے کوئی ایک سے لیتا ہزار — یاک گل رشک چمن پہ دل جو ہے آیا ہوا

٣٩ **منصف تخلص** منصف علی خان باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی شاگرد نظام الدین خان ممنون قوم افغان سے تھے فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

جی ڈہر کتا ہے ہائے قاصد نے — جب کہ نامہ اوسے دیا ہو گا
پڑہکے احوال زار منصف کے — در جواب اوسنے کیا کہا ہو گا

٤٠ **منظور تخلص** فخر الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین دار وغۂ مطبع سراج شاہی باشندۂ موضع جوت پرتاب متعلق مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

کیا خوشی کے مثل بلبل روز و شب تھے چہچہے — جن دنون آغوش مین وہ غیرت گلزار تھا
گرم رہتا تھا سدا ہنگامۂ عیش و طرب — شمع بزم عیش وسکا شعلۂ رخسار تھا
پیار کی باتین تھین ہر دم اور الفت کی نگاہ — میرے دلجوئی کا خواہان وہ شکر گفتار تھا
دور گردون سے تھا امن و دور مین تھا جام مے — نقل مے وہ بوسۂ لبہائے شکر بار تھا
تفرقہ پرداز گردون رشک کہاتا تھا مدام — وصل شوخ مہ جبین تھا طالع بیدار تھا
رات بھر منظور اب روتا ہون کہہ کہہ کر یہی — ہائے وہ دن کیا ہوئے جو مین تھا اور دلدار تھا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم خلف حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی شاگرد شاہ نصیر دہلوی سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم وطب مین خوب دخل رکہتے تہے جمیع اصناف سخن پر قادر تہے اشعار انکے پرمضمون وشیرین وعاشقانہ ونمکین ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

زانوی بت پہ جان دے دیکہا — مومن انجام واختتام مرا
بندگی کام آرہی آخر — مین نہ کہتا تہا کیون سلام مرا

ولہ

دلکی بیقراری سے ہر طپش زمین فرسا — ہر خروش گردون شعلہ ہر فغان اپنا
دیکہیے بس مردن حال جسم وجان کیا ہو — مدعی زمین اپنی دشمن آسمان اپنا

ولہ

وہ نوجوان عابد وزاہد کہ سب جسے — کہتے تہے مومن اور بہت دیندار تہا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون — جو تہا سو اوسکو دیکہکے زار ونزار تہا
غیرت کی جا ہے اون صنمون نے کیا خراب — ملنے سے جنکے معتقد ننگ وعار تہا
بیمار کر دیا شب ہجر بتان نے آہ — کیا ہوگئے وہ روز کہ پرہیزگار تہا
یا تو ہمین ڈراتے تہے خورشید حشر سے — یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تہا
اختر شماری شب غم نے بہلا دیا — جتنا خیال پرسش روز شمار تہا
ہر ایک کی طرف نگہ بیکسانہ تہی — کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تہا
ہمت سے اور ناز اوٹہانیکی آرزو — باقی تہی گو کہ ضعف سے جینا بہی بار تہا
ہر دم ہوا ہی آہ سے اوڑتی تہی منہ پہ خاک — جتنی کہ سر مین گرد تہی دلمین غبار تہا
زخمون مین بسکہ مشک بہرا تہا ہین کیا کہون — عالم بدن کا اوسکے عجب لالہ زار تہا
آنکہون سے چند جدول خوننابہ ہین الخ — چہرہ جو ناخنون سے سراپا فگار تہا
نے راحت فگار نہ آسایش وشکیب — نے طاقت وتوان نہ سکون وقرار تہا
نے ہوش ونی حواس آرام ونی قرار — نے صبر ونے تحمل ونے اختیار تہا

کیا کشمکش نے دونونکو بیحال کر دیا — نے زور ہاتہ مین نہ گریبان مین تار تہا
جنبش بہی تہی محال تڑپنا تو یک طرف — کاہیدہ جسم ضعف سے کوہ وقار تہا
ہو خود ہی ہجو اس تو احوال درد دل — کس سے کہو خبر ہی نہین کون یار تہا
گو ہاتہہ سے اشارہ تہا نی زبان سے بات — تو بہی تو خال دست و زبان انکار تہا
اسواسطے کہ خاک پہ انگشت دست سے — رہمی سنبہال بندہ خدایا نگار تہا
اور اک تیغ شعلہ فشان و زبانہ خیز — تنہا لہ ریز کام و زبان بار بار تہا
آغاز کار عشق مین انجام کار تہا — مین کیون فنا ہی ہستی پی اعتبار تہا

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ شاگرد و ہمشیرہ زادہ سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تہے وہان سے لکھنو مین جاکر سکونت اختیار کی تہی نواب وزیر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تہا ۱۲۲۵ ہجری مین فوت کی سوا یے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تہے خصوصاً مثنوی و غزل گوئی مین لاثانی تہی اشعار ان کے بغایت مرتبہ رتبہ بلند رکہتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین انکے چہ دیوان ریختہ مع قصائد و مثنوی نظر سے گذرے ایک دیوان فارسی ایک تذکرہ شعرا ایک رسالہ میر فیض بہی ان سے یادگار ہے انکی استادی سے کسیکو انکار نہین

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا — یکسر وہ استخوان شکستون سے چور تہا
کہنے لگا کہ دیکہکے چل راہ بے خبر — مین بہی کبہی کسیکا سر پر غرور تہا

ولہ

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل — ایک سے ایک عدد آنکہ سے بہتر نکلا
گنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے — اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ولہ

آئے نظر جو گور سلیمان کے ایکدن — بالین پہ اوس مزار کے تہا یہ رقم ہوا
رہ سر کشو جہان مین کہینچا تہا ہمنے — پایان کار مور کی خاک قدم ہوا

قطعۂ منتخب

ولہ

بتون کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا | وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پہوڑا تہا | وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا
تمام عمر گئی اوسپہ ہاتہہ رکہتے ہے | وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا
ستم مین غم مین سرانجام اوسکا کیا کہیے | ہزارون حسرتین تہین اوسپہ جسکو بار رہا
بہا تو خون ہو آنکہونکی راہ سے نکلا | رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار رہا
سو اوسکو ہمسے فراموش کاریون لیگئے | کہ اوس سے قطرۂ خون بہی نہ یادگار رہا
گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پہر | مین میر میر کر اوسکو بہت پکار رہا

ولہ

بے زری کا نکر گلہ غافل | رہ تسلی کہ یون مقدر تہا
اتنے منعم جہان مین گذرے | وقت رحلت کے کس کنے زر تہا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال | ایک ازانجملہ اب سکندر تہا
تہے یہ سب کائنات زیر نگین | ساتہہ مور و ملخ سا لشکر تہا
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر | چاہیے جس قدر میسر تہا
آخر کار جب جہان سے گیا | ہاتہہ خالی کفن سے باہر تہا

ولہ

یہان بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکہ کہول | گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا
گل یادگار چہرۂ خوبان ہے بے خبر | مرغ چمن نشان ہے کسی خوش زبان کا

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکہنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کے لکہا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تہے چنانچہ خود شیخ امام بخش ناسخ نے اس امر کے مندفع کرنیکو یہ رباعی ذیل کہی ہے و اللہ اعلم بالصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعدا عداوت سے غلام | میراث پدر مین [illegible] تمام

اس دعوی باطل سے ستمگارونکو — حاصل یہ ہوا کر گئے مجکو بدنام

ولہ

مشہور ہے گرچہ افترائی اعمام — پر کرتے نہین غور خواص و عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پاسکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ اور نہایت پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین ومتاخرین فارسی گوکو نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتہ ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچہ روزون محمد علیسے تمنا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل رکھتے نہ تھے ۱۲۵۰ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گذرا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین — عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تہا — کسی جانب پڑا تہا کاسہ سر خاک مین جم کا

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف الصدق نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچہی دستگاہ رکہتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

اغیار سے دیکہکر ترا ربط — دل میرا جو بیقرار ہوگا
جا بیٹہونگا در پہ غیر کے مین — کیا یہ بہی نہ ناگوار ہوگا

ولہ

دوست اور یہ ضد کہ جو اوس سے کہا — کہتے لوگ نہین مجہے رسوا کیا
مینے چلکر بات کرنی چہوڑ دی — اوسنے چپ رہنے کا بہی چرچا کیا

نالان تخلص میر وارث علی خلف میر ارزانی باشندہ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گذرے

نالان جو اکدن مین کہا اپنے یار سے — ملنا بہی اب ترا مجہے دشوار ہوگیا
میرے زبان سے ہوتے نپایا سخن تمام — بولا بہی وہ جہڑک کے بہت بار ہوگیا

۲۷ **ناسخ تخلص** جامع اوراق شیخ میرزا عبد الغفور غفر لہ ذنوبہ

کرتے ہین اونکے تصور سے جو ہم شکوہ بخت — کہ کسی رات مجھے وصل میسر نہوا
خواب مین آکے وہ فرماتے ہین کہیے تو سہی — وعدۂ وصل وفا آپ سے کیونکر نہوا

ولہ

تجھسے ناسخ کہے کیا کہ عجب حالت تھی — جس گھڑی رات کو بیمار ترا مرتا تھا
کوئی یسین سناتا تھا کھڑا بالین پر — اوسکے حق مین کوئی رو رو کے دعا کرتا تھا

ولہ

بیوفائی سے رقیبون کے بہی سچا نا کیا — معتبر آگے کبھی قول کسیکا نہوا
تم مری باتون کو مجذوب کی بڑ جانتے تھے — کبھی جو مینے کہا تھا وہ ہوا یا نہوا

۲۸ **نظیر تخلص** ولی محمد اکبرآبادی روضۂ ممتاز محل عرف تاج گنج کے متصل رہتے تھے معلمی کرتے تھے بیشتر مخمس و مسدس و ترجیع بند کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی — ابھی وصل تھا نرگس و نسترن تھا
ابھی یکدگر جمع تھے سنبل و گل — ابھی تھا ہجوم سرو و سمن تھا
ابھی چہچہے بلبلون کے عیان تھے — ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بہر کے پھر بعد دیکھا یہ عالم — کہ نام و نشان بھی نہ تھا وہان چمن کا

۲۹ **وزیر تخلص** خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر نامی شاگرد امام بخش ناسخ سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے شعر اچھا کہتے تھے ۲۲ ماہ ذیقعدہ سنہ [illegible] ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن — دریا روان ہوا مرے چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری — حلقہ بھنور کا بن گیا حلقہ رکاب کا

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی مرید و شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ شعر صاف و شیرین کہتے تھے سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

قطعہ منتخب

کیا دن تھے وہ بھی آہ کہ جن دنون	راتون کو اپنے پاس وہ گلفام رہ گیا
مدت ہوئی ہے انسے ملاقات بھی نہیں	آنے سے بلکہ نامہ و پیغام رہ گیا

ہمدم تخلص سید محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد خلف سید محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اکدن مانگا تھا بوسہ میں نے اوس سے پیار سے	سنتے ہی اس بات کے غصہ ہو فرمانے لگا
کیون جی تم کرنے لگے ہو بہ تمہید گستاخیان	یہ خیال اب آپکے خاطر میں بھی آنے لگا

ہوس تخلص نواب محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ لیلی و مجنون کے مضمون سے کوئی غزل انکی خالی نہین محض غلط ہے اشعار ان کے بحر متقارب و متدارک مین بہت خوب ہوتے ہین انکی مثنوی لیلی و مجنون و دیوان نظر سے گذرے

کیا غضب ہے کہ کسی سے نکرون بات بھی مین	بیٹھے چپ رہنا ہی بھاتا ہے مرا تمکو کیا
تم خفا ہوگئے کیون یہ بھی ستم ہے کوئی	اپنی قسمت کا مین کرتا ہون گلا تمکو کیا

ولہ

درمیان میرے اور انکے خفگی تھی بارے	لیکن آج بات مین یاد کیا تمکو کیا
درد سر تھا مجھکو انکو ہوا رقت سو مین	جون ہی گھبرا کے یہ بولا کہ ہوا تمکو کیا
تانکر منہ پہ دوپٹا یہ دم سرد کہا	تم لگے پوچھنے کیون میرا پڑا تمکو کیا

ولہ

ہر چند وہ سوئے مری چھاتی سے لگکر	لیکن مجھے اوس رات بھی آرام نہ آیا
ڈر تھا کہ سحر شب ہجر کے مضطر ہی رہا مین	کچھ وصل کی لذت کا مزا مینے نہ پایا

ردیف باے موحدہ

جرأت تخلص پیچھے بیان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے۔

باطن میں وہی لاگ ہے آپس میں اگرچہ — جاسوسوں کے خطرے سے ملاقات نہیں اب

اللہ یہ روشن ہے دلوں کی تو حقیقت — ظاہر میں یہ کچہ حرف و حکایات نہیں اب

ولہ

اس لیے بیٹھتے اوٹھتے گئے تھوا اوسکی طرف — وصل تا اوسکا کسیطرح سے ہو جاے نصیب

سو پہرے اوٹھے ہی گہر طالع برگشتہ سے — دیکھیں کب منزل مقصود کو پہنچاے نصیب

قمر تخلص مرزا قمر الدین خان عرف مرزا حاجی نائب مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ خلف منشی مرزا جعفر استاد دہلی صاحب زینت لکھنؤ باشندہ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل ہر دو زبان میں شعر کہتے ستہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تجہسے کہنے وہ لگے کل کہ نہیں کچہ معلوم — کسپہ تم مرتے ہو صاحب تمہیں کیا ہے مرغوب

درد دل ہمسے بہی کہیے کہ کریں کچہ تدبیر — کون سا سرو قد ہوش ربا ہے مرغوب

سنکے رو رو یہ کہا کیا کہوں اپنا جو احوال — ایک عیار دل آزار مرا ہے مرغوب

پر زبان تک نہیں لا سکتا ہوں میں اوسکا نام — کوئی دنیا میں نہیں اسکے سوا ہے مرغوب

ہنسکے کہنے لگے چپ رہیے نہ بکیے اتنا — بول چال آپکے بہی نام خدا ہی مرغوب

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے ❊

دیکہو سمجہا کے نہیں سنتے ہیں ہم بار آ او — نا سمجہ لوگ ہیں یہاں کے یہ زمانا نہیں خوب

ستم ہو گئے میاں مصحفی ان باتوں میں — کوچۂ یار میں ہر وقت کا جانا نہیں خوب

مومن تخلص حکیم مومن خان دہلوی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے ❊

کس پہ بگڑے تہے کہ یہ غصہ تہا — رات تم کسپہ ہے خفا صاحب

کسکو دیتے تہے گالیاں لاکہوں — کسکا شب ذکر خیر تہا صاحب

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے ❊

شکوہ عبث ہے میر کہ کڑہتے ہیں یار روز — یاد اونکا حال رہتا ہے ورد ہم تمام شب

گذرا کسے خوشی سے جہاں میں تمام روز — کس کی کٹی زمانے میں بے غم تمام شب

ناظم تخلص نظام شاہ باشندہ رامپور ریلی ❊

سبھی دیکھا کیے قطرہ نہ دیا ایک کو بھی
شمع کی رال ٹپکتی تھی کبھی جام کو دیکھ

رات پیتے رہے ہم اور بہت سے پر شراب
مانگتا تھا کبھی منہ کھول کے کلگیر شراب

ردیف باے فارسی

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسہ میر شبیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے ہیں کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہیں اطراف ایران وپنجاب وہندوستان ورنگون وغیرہ بہت سے ملکون کی اور شہرونکی سیر کی ہے —

راہ مین پا کے جو اوس بت سے کہون
کیے منہ پھیر کے اک شوخی سے

میرے گھر بھی تو کبھی آئیے آپ
پھیلے منہ اپنا تو بنوا لیجے آپ

ردیف تاے فوقانی

جرأت تخلص قلندر بخش پیشتر حال انکا تحریر ہوچکا ہے ❊

شب وصال مین جو کچھ ہے عیش سو وہ کہان
کہ شغل اور تو کیا ہے مگر گپ کرنا

عجب طرح سے گزرتی ہے اب ہماری رات
فغان ونالہ وفریاد وآہ وزاری رات

ولہ

جدا ہوئے ہون جو اون سے لب نہ تا دم صبح
یہ ہاے اب تو وہ صحبت نہیں ہے خواب مین بھی

میسر ایسی بھی آئی ہے لاکھ باری رات
اسی خیال مین ہم جاگتے ہین ساری رات

ولہ

کہا میں نے جو کل اوسکو کہ چل ٹک پاس جرأت کے
تو بولا وہ بت کافر خدا کا نام لو صاحب

دم آخر غنیمت جان اوس بیمار کی صحبت
غضب ہے مین بھلا اور ایسے بد اطوار کی صحبت

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم مرحوم دہلوی شاگرد نصیر دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی وعاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس وقت کا

دیکھا ہستی گل قالین کو نہ آنکھوں نے کبھی | اور نہ کانوں سے سنی بلبل تصویر کی بات

ولہ

جو ایک ڈھنگ پہ ہو بات تو کہا جائے | سمجھ میں آتی نہیں شوخ مہ جبین کی بات
اگر زمین کی پوچھوں تو آسمان کی کہے | جو آسمان کی پوچھوں کہے زمین کی بات

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور انکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے ❊

گیا تھا کیوں زن خسرو کی تاک میں فرہاد | کہ سنگ راہ ہوئے کوہسار کی صورت
یہ وہ مثل ہے کہ کی اختیار مزدوری | بنی نہ جیب کہ کھیں زرنگار کی صورت

ردیف تاے ہندے

آتش تخلص خواجہ حیدر علی لکھنوی خلف خواجہ علی بخش شاگرد مصحفی اشعار انکے عاشقانہ و پر مضمون بہت خوب ہوتے ہیں سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نتھے سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں وفات پائی دو دیوان انکے نظر سے گذرے

کیا عجب جو وہ گیسوے سرہنگ | لیں متاع دل اپنا لوٹ
جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے | نہیں سردار پھیر لیتا لوٹ

انشا تخلص انشاء اللہ خان ذکر انکا پیشتر ہو چکا ہے ❊

دہم سے ہم دونوں گرے فرش پہ اس لپٹ | رہگیا اونکا دوپٹہ بھی چھپرکھٹ سے لپٹ
چھٹ کہا کہنے لگے کہتے کہ اگر ایسا ہے | ہے کلا کھیلنا تجکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان تورانی شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہ گری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہروں کی سیر کی تھی کلکتہ میں بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے ریختہ و غزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں اسی برس کی عمر میں انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و غزل و فرس نامہ و حکایات رنگین و مجالس رنگین اور کئی مثنویاں ان سے یادگار ہیں صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس

قطعہ منتخب

کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخہ دریائے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا ہے دیوان اور فرسنامہ اور مجالس رنگین اور ریختی بھی اونکی نظر سے گذری

ریختی

سٹکے لپٹی جو ہین زناخی سے	منہ پہ آنچل کی اوس سے کر کر اوٹ
چین با ہیرو ہو یون کہا رنگین	ہے چپٹنا ترا مری سر چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

محرور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

قطعہ

بیفائدہ ہین گریہ و زاری فراق مین	محرور ہین یہ نالہ و شور و فغان عبث
اوس سنگ دل پہ خاک بھی کرتے نہین اثر	رو رو کے دے رہا ہے تو کیون اپنی جان عبث

ردیف جیم عربی

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

کیون مکدر ہو تم تجلی سے	ہم نہین جانتے کہ کیا ہے آج
ہو گئی کیا نا موافقت اوس سے	کہ مزاج آپ کا خفا ہے آج

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اے بیخبر جو تجھے لینی ضرور ہے	شاید ترا مریض ہوا ہی تمام آج
گذرا جو مین اودہر سے تو کیا کہون کہ لوگ	کیا کیا بیان کرتے تھے ایسکے نام آج

ولہ

گالیان تو ہین محبت کی عبارت پیارے	کب مین کہتا ہون کہ لکھکر مجھے دشنام نہ بھیج

پر یہ ڈر کا ہے کہ جاوے نہ کہین خط یکڑا
گر کہے سرنامہ پہ تحریر مرا نام نہ بھیج

وله

کل تھے وہ ربط ہم سے وہ نظرین تھین پیار کی
ہر لحظہ تیری جانب دگر کیون نظر ہے آج
حیران ہون مین یہ بات ہے کیا مجکو تو بتا
دھڑکا لگا ہے کیا یہ تجھے کسکا ڈر ہے آج

رند تخلص سید محمد خان ولد نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ خوب کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا ۔

گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
دست و پا کانپتے ہین پرسش اعمال ہے آج
آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب
روح تھراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج
مین تڑپتا ہون لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق
زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بھونچال ہے آج

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پہلے لکھا گیا ہے +

اک بوسہ پہلے دیجیے پھر قتل کیجیے
یعنی دریغ رکھتے نہین اوس وقت تاج
ہمکو ہے آرزو ہے یہی مجہ زار کا خراج
جب پیر پر کہ ہووے گنہگار کا خراج

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندولال حیدر آباد دکھن کو گئے وہان ۱۲۵۴ھ مین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین ان سے بہتر لکھنے والا پیدا ہوا نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

پوچھا جو مینے اپنے مسیحا و قت سے
کچھ بھی ہے یعنی دردِ دلِ زار کا علاج
بولا کہ دردِ دل تپ عشق ہے سمجھے
بیمار ہو تو کیجیے بیمار کا علاج
ہان ایک وہم ہے سو نہین آجتک ہوا
لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج

ردیف جیم فارسی

جرأت تخلص میان یحیی امان قلندر بخش حال انکا آگے لکھا گیا ہے +

قطعہ منتخب

دونوں طرف سے گرچہ طبیعت کا تھا لگاؤ / صحبت ہوئی پہ ایسی ہی اک انجمن کے بیچ
جو کچھ نہ کہنے پائے کہ مجلس ہوئی تمام / وہاں جھکی جھکی ہی رہی یہاں من کی من کے بیچ

ولہ

کس کس طرح سے ذلت و خواری وہاں کو اٹھا / جرأت گئی تھے یار کے ہم انجمن کے بیچ
تھا یہ خیال گر متوجہ ہو وہ ذرا / تو درد دل سناتے شعر و سخن کے بیچ
پر کیا کہیں کہ صرف سو وہ ہے حسب حال / ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ⁂

ہے عرصہ یک شب کے برابر یہ جوانی / بعد اوسکے تو آخر ہے ضعیفی ہی ولا کوچ
پس گلشن آفاق مسافر کی سرا ہے / جوں غنچہ رہے یاں کو اوسے صبح کیا کوچ

ردیف حائے حطی

جرأت تخلص شیخ یحیی امان قلندر بخش پہلے انکا ذکر ہو چکا ہے ⁂

وہ دن گیے کہ روٹھتے تھے ہم تو سب سے تم / منت سے کہتے تھے کہ مناؤ کسی طرح
برسون مین اب جو آئے تو کہتی کسی سے ہو / یہان سے اونہین تو ٹال بتاؤ کسیطرح

ردیف خائے معجم

جان صاحب تخلص میر یار علی لکھنوی ولد میر امّن شاگرد نواب عاشور علی خان کے
اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کہتی ہے میری صبح کو نور بہتی شام پر / ہوتا شفق کا رنگ ہے جب آشکار سرخ
اس گل سوئی نے مانگ مین سیندور ہی بھرا / کرتی ہے یہ گنوار بھی اپنا سنگار سرخ

ردیف دال مہملہ

رنگین تخلص سعادت یار خان دہلوی حال انکا پہلے تحریر ہو چکا ہے ⁂

جب اوس سے کہا کہ مجکو تم سے — ملنے کا ہے اشتیاق بیحد
یکبار وہ کہل کہلا کے رنگین — بولے کہ چہ خوش چہ انبساط

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ٭

خیال قد مین ہے قد قامت الصلواۃ فغان — غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہے خم قامت — سجود سرکا ٹپکنا ہے اور اذان فریاد

ردیف دال ہندے

نور تخلص منشی صمصام حیدر ولد منشی حسن علی برادر عم زاد منشی اسد اللہ صحیح باشندہ ہوگلی ستقیم ٹالی گنج کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا انکی طبیعت کو شعر گوئی سے نہایت مناسبت تہی کلام اپنا راقم الحروف کو دکہلاتی تہے ٭

قاتل عاشق جو ہے تیغ نگاہ — ابروے چشم فتان پر گہمنڈ
کیون نہو زیبا ہے اسے تمثیر زن — تیغ زن کو تیغ بران پر گہمنڈ

ردیف ذال معجم

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا بیان ہو چکا ہے ٭

خط جو آیا تو ہوا شوق سے آصف کا یہ حال — رشک سے مارے کسیکو نہ دکہایا کاغذ
میان تک بہیجو یہین انکہو نپہ لے لیکے ملا — بن پڑے ہے آنسو ونسے رو رو بہایا کاغذ

ولہ

کاغذ باد کے مانند اوڑا گلیو نمین — یون ہی برباد کیا یہان گیا جو کاغذ
قاصدا انکی زبانی بہی یہی رو رو کر — کہیو اوس شوخ سے جسوقت اوسے دو کاغذ
پہینکدینا کہ جلا دینا کہ دہو ڈالنا پہ — اوسکے احوال کا ایک مرتبہ سنلو کاغذ

ولہ

خون دل سے لکہا ہے عاشق نے — باندہ اسے شوخ خط نقو یہ

فائدہ ہوگا حسن جھکنے کا — نکرے گا یہ کچھ ضرر تعویذ

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر تحریر ہو چکا ہے

گرچہ سیانون نے پڑھ افسون بہت اتوار کو — خون ہر ہر سے مرے واسطے لکھا تعویذ
جی چلا اپنا سا ہوونگا کئی لونگ اور سپند — مشک سیندور اگرچہ فلیتا تعویذ
جس پری کا مجھے سایہ تھا نہ اوترا ہرگز — کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
حاضرات اب نکرو اب نہ پڑھو سورۂ جن — دوست تو چپ رہو جانے بھی دو کسکا تعویذ
شیخ جی چھو تو یہان چڑھے ہے نہ گھولا کیجے — آب نیسان مین لے کورا سکورا تعویذ
خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر — اوسکے بازو کا وہ ننھا سا روپہلا تعویذ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی مقیم لکھنؤ ولد میر غلام حسین ضاحک وطن انکا ہرات مولد و جای تربیت دہلی میر ضیاء الدین ضیا سے کسب سخن کرتے تھے شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ ولد نواب سالار جنگ کے رفیقون مین داخل ہو گئے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی سحر البیان معروف بہ مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے ۱۲۰۱ ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی وفات کی تاریخ ہے کلیات انکا نظر سے گذرا ان سے ایک تذکرہ بھی یادگار ہے

در و دیوار پہ کوچین حسن نے اوسکے — اپنے احوال کا لکھ لکھ کے لگایا کاغذ
تو بھی اوسنے نہ نظر کی نہ اودہر دیکھا ہائے — نہ کہڑی ہو کے کسی سے وہ پڑھایا کاغذ
کس توقع پہ بھلا اب کوئی لکھے نامہ — وہان برابر ہے لکھا یا نہ لکھا یا کاغذ

ردیف راے مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

اغیار نے شہرت یہ عبث دی ہے کہ احسن — ہے دل سے فدا جان سے قربان ہے اوپر
یارب یہ خبر یار تلک کاشکے نہ پہنچے — یہ تہمت محض و سمہ ہے بہتان ہے اوپر

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا بیان ہو چکا ہے

چھوڑتے ہیں اب کوئی دو دیار پوسہ بن لیے ۔ چٹکیان لے گا لیون کی خواہ تو پوچھار کر
ہم نہین ڈرنیکے ان باتون سے پیارے ہو مشتوق سے ۔ اور غل کر اور چلا اور تو بہ دھاڑ کر

ولہ

گل سے زیادہ نازک جو دلبران عزیا ۔ ہین نکلی ہین شبنم کے پیرہن کے اندر
ہے مجکو یہ تعجب سو نگیے پاون میلا ۔ یہ رنگ گورے گورے کیونکر کفن کے اندر

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان پیرزادہ لکھنو مصحفی سے کسب سخن کرتے تھے ؛

فقیرانہ جو کل جا نکلے ہم اوس بت کے کوچے مین ۔ لگا یا ہمنے تہا وہان اور ہی یک تا کپر بستر
وہ شاہ نگر خان آہمسے حسن خلق سے بولا ۔ ہمارے گھر مین چلکر کیجیے جا ہی پاک پر بستر
کہا ہمنے میان صاحب فقیرون کو برابر ہے ۔ سر پہ عرش پر بستر ام ہو یا خاک پر بستر

جان صاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر بیان ہو چکا ہے ؛

جنجر مین باجی ایک مسلمان تہا کہا ۔ یہ چال اوسکی گھر کی نظر آئی زور پر
دلوا یا شب برات مین مردونکا فاتحہ ۔ لوٹے گھرے پہ ہمنی پہ مٹکے متھور پہ

جرات تخلص شیخ قلندر بخش ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے ؛

خدا کیواسطے کہیو تجھے ہیا میرا اتنا ۔ پکار اٹھ کر وہ گھر مین کسیکو بامیر آکر
نکلوا یا گیا ہے جو تمہارے گھر سے وہ مضطر ۔ پس دیوار رہتا ہے کھڑا دو دو پہر آکر

ولہ

گھبرا نے سے تمہارے یہ ظاہر ہے اب کہ آپ ۔ بیٹھے تو میرے پاس ہین پہ لے مہربان پہ
جانا کہین ہے اور ہی تقصیر ہو معاف ۔ جو دل مین ہے تمہاری سو اپنی زبان پہ

ولہ

تغیر رنگ رو ہے جُز ہائی سے اے آستین ۔ ہے دو شیر پڑا ہو ادہان ادہر ادہر
جلوہ تجھے کس آئنہ رو کا نظر پڑا ۔ جرات جو دیکھتا ہے تو حیران ادہر ادہر

ولہ

چمن کی کسکو خبر ہے زبسکہ حیران ہون ۔ تیو چہچہے تو اپنی ہمنشین ہا نکی خبر

برنگ بلبل تصویر کیا کہوں سمجھے	نہ مجھکو اپنی خبر ہے نہ گلستانکی خبر

ولہ

ایک آہ دل سے کھینچکے رہ جاتی ہیں ہم آہ	دلکو مسوس سینے پہ ہاتھ اپنے مار کر
کہنا کسیکا یاد جب آتا ہے یہ ہمیں	اتنا نہ پیچ پیچ کے تو مجھکو پیار کر

ولہ

ازل سے ہے یہ فلک آہ تفرقہ پرداز	رہوں نہ کیونکہ میں اوس اپنے دلستان سے دور
اٹھا ہے عاشق و معشوق کو جو ایک جگہ	یقین کیجیو تم ہی یہ آسمان سے دور

ولہ

یہ زیر زمین سے سنا شور ہم نے	قدم زور سے ٹک جو مارا زمین پہ
کہ غافل نہیں خوب چال چلنا	کبھی اپنا بھی تھا گذارا زمین پہ

ولہ

سرگوشی یہ ہو جو نہیں میری طرف سے	شاید کہ رقیب اب اوسے سمجھا ہے ہو کچھ اور
کل تک تھا بہم ربط تسلی کی تھیں باتیں	پر آج مرے حق میں وہ فرما ہے سب کچھ اور

ولہ

ہوئی تھی اسکے دامنگیر غیرت آنکہ شبکو	گلے سے اوسکو اوٹھہ آیا تھا رنجی کی قسم کھاکر
ولی رین لگا ہاتھوں ات بس انکھوں ہیں کاٹی	سحر ہوتے ہی پھر لی راہ اوس کوچے کی گھبرا کر

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے

آیا وہ دیکھنے کو ہمارے دم اخیر	آخر کی اک نظر پڑی وس نازنین پہ
ہم سمجھے یہ کہ اپنا اور اوسکا ازل سے تھا	سو قوت تھا ملاپ دم واپسین پہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

پاکے تنہا جو کل دوگانا کو	سینے چھاتی ملی جھپٹ کے بزور
جو نکلی ہی وہ بولی سبکی بھر	اوہی ہیں مر گئی موئی در گور

ولہ

جب کہا مینے کہ میرے گہر چلو — تب مری گو نیان نے اے رنگین پکار
گالیان دیکے مجکو رک کر یون کہا — مین ترے گہر جاؤنگی اے دور پار

سودا تخلص مرزا محمد رفیع انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ✤

عقل نے اکدن آکر یہ کہا سودا سے — پاس یا جیسے رہا کیجیے یا جیسے دور
لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکیجیے یارے — جسکا ثمرہ رکہے تمکو دل عالم سے دور

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ✤

کسی نے رات کو پوچہا جو اوس سے محفل مین — اجی طپش کو کیا مینے کس سبب سے دور
تو مسکرا کے لگا کہنے تم نہین واقف — کچہ اک وہ باتین لگا کرنے تہا ادب سے دور

مصحفی تخلص غلام ہمدانی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ✤

یک کاسۂ سر نے یہ کہا راہ مین مجکو — ناگہ جو نظر میری پڑی اوسکی جبین پہ
اے مصحفی ٹک دیکہہ تو قسمت کا لکہا ہائے — ابتک بہی مین رلتا ہوا پہرتا ہون زمین پہ

ولہ

دوستو مصحفی خستہ کا کیا کیجیے علاج — غم خوبان سے ہوا ہے یہ بیچارا آخر
سوچ کر بہر خدا تم بہی تو کچہ بتلاؤ — کار افتادہ ہاین کا رشمار آخر

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ✤

سب ستم ہاے نہان نظر و نہین تہے ناصح نپوچھ — کیا کہون نہین غش ہوا کیا سو چلکر کیا دیکہکر
جو نقاب اوٹھے مرے آنکہون پہ پردا پڑگیا — کچہ نہ سوجہا عالم اوس پردہ نشین کا دیکہکر

میر تخلص میر محمد تقی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ✤

از زیارت کو قبر عاشق پہ — اک طرف کا ہے یہان بہی جوش بہار
نکلے ہے میرے خاک سے نرگس — یعنے ابتک ہے حسرت دیدار

نساخ تخلص جامع اوراق ✤

قاصد آنجہ پر سے قربان جان و دل یہ کیا کہا — جلد چلیے کر رہے ہین وہ تمہارا انتظار

قطعہ منتخب

ہم نہ مانینگے نہ مانینگے کبھی
یہ غلط کہتا ہے تو اونکو ہمارا انتظار

ردیف راے ہندی

انشا تخلص انشاء اللہ خان ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

انشا جو ہوئی ہووے سو ہو دل کہو ہے یوں
تا چند ضبط آہ تو اوس دلربا کو چھیڑ
لیجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
ناخن گڑو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

تب سے ہم خاک نشین اوسکی گلی میں ہیں کہ جو
گھر سے در تک بھی نہ آتا تھا وہ دلخواہ ہنوز
اس ندامت پہ نظر کیجیو پھر وہ شوخ
آشنا ہمکو سمجھتا نہیں واللہ ہنوز

ردیف سین مہملہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

ملاپ ایسے تو یہ اطوار ہی نہیں پیارے
ہر ایک بات کا لڑکر جواب دو برعکس
کہو ہو اپنی ہر اک اولٹی بات کو سیدھی
ہماری سیدھی کو سمجھو اور سنو برعکس
خدا ہمارا ہمیں ہمسے چاہیے سیدھا
تمہارے جیسے جہاں تک کہ ہو کرو برعکس

ولہ

موا ہے تیرے لیے تیرا عاشق غم کش
ذرا تو فاتحہ پڑھ چلکے تا کجا وسواس
وہ قبر سے نہ نکل آئیگا مرا فو مہ
ٹک اوسکی روح تو خوش ہو و لیکن سوا اس

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان انکا حال پیشتر لکھا گیا ہے

ہیں جو شب اوسنے راہ میں لپٹا
ہیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر
اونکی اونگلی کی چڑہ گئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں اب تک گیا کھینچے مس ✤
سفت جل جائیگا پری بھی سرک — ارے میں آگ اور تو ہی خس
جبکہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں — تب تو ٹھہر کے کہ دینگے بوسے دس
گن کے سو لیلی گیا رہوان سے — مجھے بیٹھے کرے جو اور ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات — آٹھ نو دس ہوئے بس اب بس

تراب تخلص شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✤

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر — یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
بس اوسنے یہ آئین نکالی ہے نرالی — غم کہنے نپاوے کوئی غمخوار سے افسوس

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✤

یاد میں اوسکے ہجر کے منہ ہی سانس — یہی کہتی ہوں کر کے میں افسوس
دیکھیے کب خدا ملائے گا — ابکی رنگین گئی ہیں کالی کوس

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم شہید سے

ہے اوسکے بینی کے پہلو میں یہ جو نقطۂ خال — یہ ہے اشارہ کہ قتال عاشقان ہیں دس
ادا و ناز و کرشمہ حیا و غمزہ و آن — نگاہ و چشمک و عشوہ سخن جہان ہیں دس

ردیف شین معجمہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✤

گرچہ ہوں زبانی کہوں کچھ حال دل اوس سے — کرتا ہوں اوسے دیکھکے تقریر فراموش
حیرت زدہ عشق ہوں ہر طور ہے مشکل ✤ — لکھوں تو کروں سو جگہ تحریر فراموش

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✤

کل جو میں نے کہا زناخی سے — جی میں آتا ہے تجھسے تجھے طیش
تو لگے کہنے یوں وہ اے رنگین — بس بس اب مجکو مت دلا تو طیش

ردیف صاد مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

کہا جو اوس سے نہیں جانتا تو احسن کو — تو بولا کب تمہارے اوسکے درمیان اخلاص
مجھے تو اوس سے نہ تہا پیشتر تعارف بہی — ولیکن ہوا ہے کئی دن سے اوس سے ہان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو فارسی خوب کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین ٭

قطعہ

ہے موت وہ جسے ہوتی ہے دنیا کی طلب — اور زیست وہ ہے جو رکہتا ہے عقبے سے غرض
ترک کر مخمور دنیا کو اوٹہا عقبے سے ہاتہ — تو اگر ہے مرد تو رکہ اپنے مولا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہے تیرا یار — افواہ یون اوڑی ہے جو ہے سچ وہ یا غلط
ہنس کر کہا تب اوسنے کہ ایسے کہان نصیب — باندہا ہے جسپہ یارون نے پر تو تہا غلط
وہ یار جنکی چہل ہے اکثر مزاج مین — ہنسنے کے واسطے انہون نے کہدیا غلط

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

کیا ہمسے تم چہپاتے ہو ہم جانتے ہین سب — ہر روز آتے جاتے ہین جو چہپا چہپا کے خط
مکر و فریب کا نام و نشان تک بتا دین ہم — کل اوسکا تم وہ پڑہتے تہے ہمسے چہپا کے خط

طپش تخلص مرزا احمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

ابہی نہ وصل مین مصروف بوسہ ہو اے دل — زیادہ کر نہ لب یار شکرین سے ربط

کہ ایک دن تجھے چکھنی ہے تلخی ہجران
بھلا نہیں ہے جو ہو جائے آگہیں ہے رد بلا

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

شکوہ کیونکر نکروں آپ کا اے مشفق من
آگیا ہاتھہ جو اک دن مرے اغیار کا خط
لیکے قاصد سے بہت شاد ہوا مین جی مین
یہ سمجھکر مجھے آیا ہے مرے یار کا خط
کھول کر اوسکو جو دیکھا تو ہر اک سطر کے بیچ
تھا مرے قتل کا مضمون کہ تلوار کا خط
آپ کو اسکا جو باور نہو تو دکھلا دون
اب تلک جیب مین موجود ہے سرکار کا خط

ردیف ظاے معجمہ

مخمور تخلص منشی اسد اللہ عرف علی جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

بھلا زبان وہ دے کیونکہ وصل کی مخمور
بیان مین آ نہین سکتا ہے دلربا کا لحاظ
نگہ بھی وہ جو کرے تو فقرہ کی چلمن سے
ہے چشم شوخ مین اوس شوخ کی بلا کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

جب مرنے لگے بلبل شوریدہ قفس مین
آصف یہی کہتے تھے بہ تکرار دم نزع
صیاد تجھے بخش دیا خون مین اپنا
ٹک جا کے دکھا لا مجھے گلزار دم نزع

ولہ

گل ہنسکے بولا نالۂ بلبل پہ یون پتنگ
کم ظرف دیکھ ہم بھی تو آخر ہین زار شمع
رو رو کے یہ جواب دیا عندلیب نے
انصاف دل مین کیجیو اے دلفگار شمع
ہے شمع کے بھی دل مین محبت پتنگ کی
گر ہے پتنگ سوختہ جان بیقرار شمع
پروانہ کو جلا کے ہوئی شمع بھی تمام
جیتا بغیر یار کے ہے ننگ و عار شمع
فریاد و آہ و نالہ بھلا کس لیے کرے
جیتے ہوئے پتنگ رہا ہمکنار شمع
گل مہربان سنا ہے کبھی عندلیب پہ
تو شکر کر کہ ہو وفا ہے شعار شمع

قطعہ منتخب

ہین آہ آہ و نالہ نہ کہینچون تو کیا کرون — جلتے ہین غم سے میری رگین مثل تار شمع

ردیف غین معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

ہین کیا کرون جو ہوے ہین گل خوب اب کی سال — ای ہمصفیر تجہسے نہ کہ ماجرائے باغ
ہے عنقریب دیدۂ خونبار یہ مرا — دیوار و در قفس کا ابہی کر دکہائے باغ

ردیف ف

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

چمن مین جب مین اوس گلفام کو ساتھ — گیا جون باد صرصر بے تکلف
کہا یاری تجہے میری بدولت — ہوی جنت میسر بے تکلف

ردیف قاف

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے ٭

گیے تہے قبر تجلی پہ کل زیارت کو — کہ تہا شہید جفا ہا کربلائے فراق
عجب کہ ہمنے تو مانگی مراد وصل او تہا — درون سے صوت حزین نکلی اک کہ ہائے فراق

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے ٭

اوڑ گیا ہے رنگ رو کا ہو رہی ہین خشک لب — تیرے چہرے سے نمایان اب یہ ہین آثار عشق
چشم تر تیری کہو دیتی ہے درد دل ترا — کیا ہوا منہ سے جو تو کرتا نہین اقرار عشق
ہمسے بیحاصل چہپایا ہم بہی ہین [illegible] — کیون نہین کرتا ہے جرأت ہمسے تو اظہار عشق

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

طپش سے کہتے تہو وہ شکوہ اختلاط کی وقت — لگا جو گرمی سے آنے ہی ایک بار عرق
خدا کے واسطے بس چہوڑ دے کہین مجکو — بدن پہ دیکہ مرے کیا ہے بیشمار عرق

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میاں کلو حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی — دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچان کر لگا لیا چھاتی سے اوسنے پھر — مجنون پا بستۂ زنجیر کا ورق

ردیف کاف عربی

حسرت تخلص مرزا جعفر علی ولد ابو الخیر دہلوی مقیم لکھنؤ آبا و اجداد انکے عطار تھے کچھ دنوں یہ بھی اوسی شغل میں مشغول تھے بعد ازان مرزا جہاندار شاہ ولد شاہ عالم بادشاہ کی رفاقت اختیار کی تھی آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوے تھے کسب سخن میر پسنگھ دیوانہ سے کیا تھا اشعار انکے نہایت خوب و مرغوب ہوتے ہیں سنہ [illegible] ہجری میں وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا

حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ سچ — لیتے کہ نوبت آئی سخن کی قسم تلک
لیکن سمجھ کے بات کو اوسنے اوڑا دیا — پہنچا تھے ورنہ ہاتھ ہم اوسکے قدم تلک

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا تحریر ہو چکا ہے

تونے دکھا کے جو رنگین تجھے گل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
غنچے اس سر کی قسم ہے اپنا — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

صبا تخلص میر وزیر علی لکھنوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

تا کجا غم مرے مرنے کا کرے یار پنہان — حال مشاطہ رہی مضطر بانہ کب تک
چشم آئینہ رہی دور سے کب تک نگران — دانت زلفوں پہ لگائی رہی شانہ کب تک

ناسخ تخلص جابجا اوراق

دیکھوں اوس جنگجو سے کب ہو صلح — اور زباں سے لڑے زبان کب تک
دل جلے سینہ اوسکے سینہ سے — سینے میں دل رہے تپاں کب تک

ولہ

کب بہلاتے ہیں دیکھوں یاد مری — نزع میں دل خراشیاں کب تک

جان کہتک نکلتی ہے نت آخ ۱ | آتی ہیم ہین ہچکیان کہتک

ردیف کاف فارسی

جرأت تخلص قلندر بخش حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے *

زنگت کو تری دیکھکے کہتے ہین یہ خوبان | اب تو کہین ہمنے نہ دیکھا نہ سنا رنگ
گو اوسبھی گل رو ہین مرقع ہین جہان کے | لیکن تری صورت کا سبھون سے ہے جدا رنگ
جو رنگ نزاکت ہے سو نقاش ازل نے | حق یون ہے وہ تصویر مین تیری ہے بھرا رنگ

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق حافظہ ایسا درست رکھتے تھے کہ تمام قصیدہ یکبار سنکے اول سے آخر تک یاد کرلیتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکو باشندۂ میلسیت لکھا ہے

تمہارا حلم ہے روکے جو یا علی تو رکے | نہ ذوالفقار کی باشاہ سرزنش ہے تنگ
جو فرق دشمن دین پہ مثال برق گری | سوار وزین سے گذرا آخری برش ہے تنگ

ردیف لام

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر رقم ہو چکا ہے *

پاس میرے کوئی آدمی نہ جاسکے | مین پڑا رہتا ہون غم درد اوس سے نڈھال
ہان مگر دو چار بیٹھے ہین انیس | درد اندوہ و غم و رنج و ملال *

تنہا تخلص محمد عیسے شاگرد غلام ہمدانی مصحفی مولد انکا دہلی جای تربیت و مسکن لکھنؤ شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

خار بننے سے کیا حاصل ہے تنہا | نہین کہنے مین گو تیری ترا دل
کیکا شعر یاد آیا ہے سن رکھ | نہ بول اوس سے برا ہے یا بھلا دل
دل ہست این چنگ نتوان کرد پادل | نشود با ہر کہ خواہد آشنا دل

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر رقم ہو چکا ہے

قطعہ منتخب

جیمین ٹھہری ہے یہی بات کہ جب روز جزا / بیٹھیں گے نامۂ اعمال سب اے یار نکال

آ کے اوس وقت ترے سامنے رکھدونگا میں / چاک کر سینے کو اپنا دل افگار نکال

ولہ

اس قدر کیوں دل دیوانہ تو اب وہ سہے / منہ سے وحشت بھی کی کچھ بات تو اے یار نکال

چھوڑ اس ضبط کو گھٹ گھٹ کے نہ دے جان اپنی / نکل اس قید سے زنجیر کی جھنکار نکال

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

مدت سے ڈھونڈھتا تھا دل گم شدہ کو میں / ناگاہ اوس گلی میں ملا ایکبار دل

پوچھا یہ اوس سے میں نے کہ کیا ہوا تجھے / تو تو بہت شفیق تھا اے غمگسار دل

تجھ سے نہ تھی امید کہ ہووے گا یوں ستم / ایسا گیا کہ تھا بھی نہ یہاں زینہار دل

کہنے لگا نہ پوچھ حسن تجھ سے کیا کہوں / ہوتا ہے سب کا عشق میں بے اختیار دل

حیدر تخلص منشی مصطفی حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

کھلتے نہیں کبھی نہ کسی عاشق کے حال پر / بس پتھر کی بتوں سے خدا یا نہ پاسے دل

سچ پوچھیے تو نالوں سے وہ بھی پسیجتے / سینے میں انکے ہوتے جو پتھر بجاے دل

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

جنکو اسوقت میں اسلام کا دعوا ہے کمال / دیکھتا ہوں یہ اب اے ذوق میں انکا احوال

جسطرح سے کہ نہ پہنا دینے کو پیدا ہوں سکے / نقل کرتا ہوں مسلمانوں کی کافر ملت ل

رفعت تخلص مرزا قاسم علی وطن انکا شہجہاں آباد مولد دہلی لکھنؤ میں جاکر قلندر بخش جرات کی شاگردی اختیار کی تھی شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یہی کل بیٹھی تھی آ کے میرے دلمیں یکے رفتہ / کہاں اوٹھ نہیں تجھے کیا ہے آہ ملکے دل

گیا جو کوچۂ دلبر میں وہاں اور بھی تھا نہ تھا / پڑے تھے سیکڑوں اوسجا پہ خاک و خون میں لبریز دل

لگا کرنے تجسس میں تو دیکھا ایک گوشے میں / پڑا ہے سیکا نسبت مرزا ہی زار و مضطر دل

لگا حسرت سے مجکو دیکھنے وہ اور میں اوسکو / دل میں گرہ پڑیں گرد میں ہم گرہ با ہم دل

قیس تخلص مرزا محبوب علی والد مرزا جابون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد

راقم حروف وطن انکا دهلی مولد کانپور مسکن کلکته شعر اچها کهتے هین پهلے شمس تخلص کرتے تهے صاحب دیوان هین

اسے هوس هے اوصل کی شب عرفه تماشا / منه اوسنے کیا داغ جگر کی جو مقابل
کیا اگر هم کبهی بات ظرافت سے یه بیٹهے / سورج کو نه دکهلا و چراغ اسے مه کامل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشنده سمبهل دیوان انکا نظر سے گذرا

کس سے جاکے کیجے عرض حال کبیر / اس دل بیقرار کا احوال
وه ستمگر تو کچه نهین سنتا / ایک سے لے هزار کا احوال
هو بجانب هے وه سنے کیونکر / کسکے حال زار کا احوال
ایک معشوق اور عاشق لاکهه / سنے کس خاکسار کا احوال
هو وهین دس سنیں تو سنے بهی کبیر / ایک دو تین چار کا احوال

مهر تخلص نواب امین الدوله سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدوله شاگرد ناسخ ورشک انکا سواد لکهنو مسکن کانپور مدفن نجف اشرف یه کربلا کو بهی گئے تهے دیوان انکا نظر سے گذرا

اوٹهاسکیگی نهیں مرقد کی اک دن / عمارات عالی اوٹهانے سے حاصل
سوا اسکے کفن جسم مین کچه نه هوگا / لباس تکلف دکهانے سے حاصل
یهی هے که نوبت بجی مقبرے پر / سوا اسکے نقارخانے سے حاصل
جنازه اٹهیگا بعد یاس و حسرت / سواری کی دهومین مچانے سے حاصل
سلائینگے تابوت مین تهک کر اکدن / چهپرکهٹ مین آرام پانے سے حاصل
ملے گا کسے تکیه مین فرش خاکی / سر فرش مسند پر آنے سے حاصل
ملے خاک مین کیقباد و سکندر / سر کبر و نخوت اوٹهانے سے حاصل
نه جم هے نه وه جام عالم نما هے / طلسم الفلک هاته آنے سے حاصل
هوس لیگئی ساته شداد و قارون / عمارت سے حاصل خزانے سے حاصل
نه کام آئیگا غیر نقد عمل کچه / زمانے کا محصول پانے سے حاصل

قطیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی حال انکا پیشتر رقم ہوچکا ہے ❊

اتنو ترے جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
غالم عند اگرے کہ مین تو لگا سے دل

اور جبپہ تو فدا ہو وہ عالم ہو اس قدر
جو معلقاً ترا نہ وہ خاطر مین لاسے دل

تجہپر بہی چند روز تو یہ کشمکش رہے
قربزور اور نہر کرے وہ اسپر کو سہتا ہو دل

ناچار جگسیے تجہسے چہڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بہی اوس سے لگاکر چہڑاے دل

ردیف میم

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر رقم ہوچکا ہے ❊

ظلم تہوڑے بہی ہین بہت ہمکو
دیکہ ظالم کہ ناتوان ہین ہم

سینے سے ہمارے کیا حاصل
اے فلک مشت استخوان ہین ہم

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر رقم ہوچکا ہے

صدقے ہوتا ہون جس گہڑی تجہکو
یاد آتی ہے اوس پری کی قسم

ہاے کہنا وہ اوسکا چپکے سے
تجہکو انشا ہمارے جی کی قسم

بقا تخلص محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکہنؤ ریختی مین شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تہا اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اصلاح لیتے تہے میر و مرزا انکے ہمعصر تہے شعر رنگین و شیرین کہتے تہے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکہنے مین غلطی کرکے سیف اللہ لکہا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گردش پہ تیری چشم کی بجتی ہے ہمسے یار
دعوے ونکے گفتگو سے قدح اور قدح سے ہم

چشم اوسکی تک دکہا دو اوسے تا کہ بار آئے
اس بحث دو بدو سے قدح اور قدح سے ہم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے ❊

کل واقف کار اپنے سے کہتے تہے وہ یہ بات
جرات کے جو گہر رات کو مہمان گئے ہم

کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
جو بات تہی ماننے کی مان گئے ہم

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر — اور سنگ سے تربت کی ہوے بل کٹ پاگرم
تو کیا کہون کس ناز سے اُف کرکے وہ بولے — اللہ قیامت ہے یہ ابتک ہے موا گرم

ولہ

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جب اُٹھ — اپنے سب راحت و آرام کو کہو بیٹھے ہم
اب یہ پچھتاتے ہین اور کہتے ہین ورد ہر پل — شوخ کے ملنے ہی سے ہاتھ نہ دہو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کہتا ہے ہر گھڑی تیری — دیکھنے سے بہت خفا ہین ہم
کیا کرین یار تو ہی کر انصاف — تجھپہ مائل نہین ہین یا ہین ہم

ولہ

فراق یار مین کیا آتا جاتا سانس کا کیجے — سے کلیجے پر سدا کھینچا کیا کرتے ہین آرے ہم
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے — یون ہی مر جائینگے اک روز بیتابی کے مارے ہم

ولہ

کرین کیا آہ اوس سے کہین ہم اپنی بیتابی — کہین صبر اب تو ہو تا تھمتے نہین باقی ہین بیچارے ہم
قرار اک جا نظر آتا نہین ہے بیقراری مین — گل بازی کی صورت پھرتے ہین بس مارے مارے ہم

حسرت تخلص جعفر علی حال انکا پیشتر بیان ہوچکا ہے ÷

کل روتے ہوے جو اتفاقاً — حسرت کے مزار پر گئے ہم
پہنچا تہا یہ شعر وہ تہ خاک — بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم
واماندون پہ دیکھیے کب ہو — اپنا تو نباہ کر گئے ہم

درد تخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے ÷

تھا عالم جبر کیا بتاوین — کس طور سے زیست کر گئے ہم
جسطرح ہوا اوسی طرح سے — پیمانہ عمر بہر گئے ہم ÷

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے ÷

نہین رہتے ہین ایک حالت پر	ہین نئے رنگ مین جہان ہین ہم
اشک ہین دیدۂ مصیبت مین	لب بیمار پر فغان ہین ہم

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ کالی گھٹا اور وہ بجلی کا چمکنا	وہ مینہ کی بوچھارین وہ برسات کا عالم
دیکھا جو شب ہجر تو رو یا مین کسوقت	یاد آیا شب وصل کی اوقات کا عالم

منجو تخلص منشی اسد اللہ عرف میان ملیجان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

چشم بیمار تری جب سے کہ آئی ہے نظر	سبکے خور و خواب ہین اور مضطرب و زار ہین ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے ادہر بھی بیمار سے	اے مسیحا ترے بیمار کے بیمار ہین ہم

ولہ

کسطرح بیان کیجیے شب وصل کا احوال	اور نشہ مے سے بہت مدہوش کا عالم
بیساختہ سینے سے وہ ہر بار لپٹنا	تھا عالم مستی مین عجب جوش کا عالم

نساخ تخلص جامع اوراق +

مارتے ہین لات کاٹی کھاتی ہین ہاتھونکو بھی	اونکے پانون کی طرف جب ہاتھ وہ ڈالی ہین ہم
اسپہ بھی جو بس نہین چلتا ہے اونکا و [illegible]	کہتے ہین لو چھوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہین ہم

ولہ

ہجر کی شب کرتے رہتے ہین جو ہم اونکو تلاش	خانۂ دشمن مین آواز اونکی سن پاتے ہین ہم
ڈرتے ڈرتے پھر کبھی اونسے جو کہتے ہین یہ بات	کہتے ہین تیوری بدل کے کسکے گھر جاتے ہین ہم

ولہ

کبھی رنج و غم مین سراپا الم تھا	کبھی ہجر مین تھا مین آہ مجسم
کبھی بزم خوبان مین عیش و خوشی مین	نظر باز تھا مین نگاہ مجسم
ولی چشم حق بین مین نساخ ہون تو	نہین ہون مگر یک نگاہ مجسم

ولہ

کرتے تھے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو	کب جانتے تھے آگے تمہین بیوفا ہو تم

ولہ

گھر مین جو نہین وہ یار جرأت	گھبرائی ہے جان اپنی تن مین
ہے جی مین کہ خانہ کرکے ویران	جا بیٹھیے اک اوجاڑ بن مین

ولہ

کیونکر جرأت لگائین ہم لگا	کہ فرشتہ کا وہان لگا نہین
اور تو اور چوری ہی چوری سے	بات کرنے کا بھی تو داؤ نہین

ولہ

زلف کے کوچے تلک تو کب رسائی ہے ہمین	رہ نہین سکتے ہین ہرگز کوچۂ دلدار مین
کاش ہم ہوے شکستہ ہو تو اے بخت سیاہ	تو بھی رکھدیتا وہ ہمکو رخنۂ دیوار مین

ولہ

جن دنون دونون طرف سے لگ رہی تھی لگی لاگ	دیکھ لیتا تھا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمین
ابتو انکھین نیلی پیلی کرجاتا ہے وہ شوخ	بزم مین تو چشم حسرت سے نہ دیکھا کر ہمین

ولہ

اوسکے کوچے مین ہوا کیا خاک حاصل ورنہ وان	رکھدیا تقدیر نے جون سنگ رہ لاکر ہمین
پاؤن تو اوسنے کبھی ہولے سے بھی رکھا اوران	راہ رو آے گئے لاکھون ہی ٹھکرا کر ہمین

ولہ

ہمصفیرو یہ نہ سمجھو تم کہ یہ چپکا رہا	گو کہ ہون خاموش لیکن بکلی جاتی نہین
ہو کے مجبور اب کیا ہے صبر بے اختیار	ورنہ کیا میرے قفس مین طبع گھبراتی نہین

ولہ

گئے دید وادید کے لطف اب تو	نپوچھو کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ملاقات پردے کی ٹھہری ہے ایسی	نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہین

ولہ

کیا خدائی ہے کہ جا بیٹھے ہین تم پاس جو ہم	آپ جا بیٹھتے ہین آنکھ چرا اور کہین

یان نہ آنے تھے جو یکدم تو یہ آوازی تھی ‏— یان کا اخلاص چھپا رہ ہوا اور کہین

وله

بیمار کا تمہارے ماتم سرا بنا گھر ‏— تمکو نہین خبر کچہ کیا آپ بیخبر ہین
لے لے کے نام اوسکا سب مر دمان خانہ ‏— منہ ڈہانپ ڈہانپ روتے ہر شام اور سحر ہین

وله

تجھکو لے چلتے ہین اس شہر سے اوس شہر مین ہم ‏— کہ وہان کیجیو فریاد نہ وہان جاکے کہین
دیکھیو مجکو بہی وہان سے نہ نکلوائیو تم ‏— بہولے سے دست ہوس پاؤن نہ ڈوراکے کہین

وله

دیکھیو شوخی کہ جوشش اشک سیل آسا ‏— جب نہین پاتا وہ میرے دیدۂ حیران ہین
تو سمجھتا ہے جیسے محفل ہین وہ میرا رقیب ‏— بات کچہ نہیں ہین کے کہتا ہے وہ اوسکا کان ہین

وله

کیا ہوے وہ دن جو پیغام آ دیتے تھے ہمین ‏— اٹھو درد ہجر کی ایذا اوٹھا سکتے نہین
صورت اپنی تم کبھی صورت دکھا جا دو ہمین ‏— ہین یہ آنے لبپ ہین ہم لاچار آسکتے نہین

وله

تھا یہی خوف کہ ناصح مرے پیراہن کا ‏— کرکے تو فکر رفو ہووے نہ ہلکان کہین
اب جو ٹانکا اوسے تونے تو نظر آتا ہے ‏— پارۂ جیب کہین پارۂ دامان کہین

وله

کہون کیا درد ہجران سے مری کیا شکل ہو جاتی ‏— کسی صورت نہین آرام سخت ایذا اوٹھاتا ہون
کبھی گھبرا کے سر اپنا پٹکتا ہون مین بالین سے ‏— کبھی بستر پہ بیتابی کے مارے تلملاتا ہون
کبھی جو یاد آتا ہے وہ ہنسنا بولنا اوسکا ‏— تو پھر رو رو کے دریا اپنی آنکھون سے بہاتا ہون
کبھی آواز اوسکی سی جو آجاتی ہے کانون مین ‏— تو دلبر ہاتہ رکہ دہیان اودہر سے فکو مین لگاتا ہون
کبھی اوسکا وہ بلوانا جو مجکو یاد آتا ہے ‏— تو بیٹھے بیٹھے کیا جانون کدہر کو آہ جاتا ہون
پھر اس مین گر تسلی کو کوئی پاس آن بیٹھی ہے ‏— تو مطلع پڑھکے یہ روتا ہون اور اوسکو رولاتا ہون

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت ٭ مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند ٭ دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

طرفہ صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش نہین ہم دمبدم دیکھا کرین

کاش پھر دے کوئی وہ جادو کا کاجل آنکھ مین
جس سے تم ہمکو نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کرین

ولہ

خلوت مین پاسکے اوس نے کہا بیٹھے ایک رات
کچھ صبر آج دل مین ذرا دیکھتا نہین

در بند ہمنشین کو نشہ کی ہے بیخودی
یان کوئی میرے تیرے سوا دیکھتا نہین

آنکھو نہین آپ شمع کی چربی ہے چھا رہی
گل خود ہے زرخرید ترا دیکھتا نہین

اسپر بھی گر ہو وہم سمجھے شمع گل کرون
اے جان پھر تو کوئی بھلا دیکھتا نہین

بولا کہ اتنے روزون سے صحبت ملی تجھے
پر حیف تو مزاج مرا دیکھتا نہین

تیرے اگر لحاظ و ادب پہ پڑا انقلاب
کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہین

گل چشم نیم باز سے ہے تک نہین رہا
پروانہ پاسے شمع پڑا دیکھتا نہین

اسے بے خبر انہ میری او جالی کی کام کو
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہین

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

نیچہ وحشت سکے ہین ممنون ہم
کھینچے تخشین فقر کی رسیا نیان

یعنی تا دامن گریبان چاک کر
ہمکو اکثر کفنیان پہنا ئیان

ولہ

جبتک سے نیچہ فقر کا نکلے اوسکو مصحف جیب
قیاسا دل مین ہم اپنے یہی معلوم کرتے ہین

کہ میرے قتل سے جو مردم چشم اونکی منکر ہین
قسم کہانیکے تئین قرآن ہر یہ ہاتھ دہرتے ہین

ولہ

رات ہم آغوش ہونیکی خواہش مین
اسطرح ہمنے اوسے دکھلائیان

آمد شب کا بہانہ کرکے ہم
رو برو لیتے رہے انگڑائیان

ولہ

جس اشک کے قطرے کو کہتا ہوں ذرا تھم جا ‏ عالم کی ملامت سے میں پیچ اوٹھاتا ہوں
تب سنکے وہ کہتا ہے مت روک طپش مجکو ‏ میں دور سے آتا ہوں اور دور کو جاتا ہوں

ولہ

طپش جا کر سنے کل جو دی ترغیب اوس گلکو ‏ کہ بدظن سے تمہارے کشتۂ غم کی میں آتا ہوں
عجب لالہ کھلا ہے اوسکے خون آلودہ تربت پر ‏ اگر چلیے تو اب تمکو تماشا میں دکھاتا ہوں
لگا کہنے عنایت آپ کی لیکن کہیں اب تو ‏ ندامت سے میں ہرگز آتا ہوں نہ جاتا ہوں

ولہ

کل عرض کیا یار سے میں نے کہو کیا ہو ‏ گر تجھسے ہم آغوش میں اے ماہ جبیں ہوں
کہنے لگے بس بس یہ اوٹھا دیجیے دل سے ‏ تم جیسے ہمیں سمجھتے ہو ویسا میں نہیں ہوں

ولہ

بدخواہ نے کل ایک جو ارشے یہ جا کہا ‏ وارفتہ کچھ طپش فقط اک تم ہی پر نہیں
ملتا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو ربط ‏ وہ کون سا ہے دل کہ جہاں اوسکا گھر نہیں
بولا کہ دیکھنے میں تو ایسا نہیں ہے وہ ‏ باقی کسیکے دل کی کسیکو خبر نہیں

ولہ

جائے غم کا آشیاں ہے دل ‏ قطرۂ خون بھی اوسکے پاس کہاں
تو عبث تخت دل کا جویاں ہے ‏ جل کے کھونٹے میں بس کہاں

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ⁂

وہ ہے وعدہ کر جاتے ہیں اگر شب کے آنیکا ‏ مگر آتے نہیں ہرگز کہ جا کر بھول جاتے ہیں
گزر جاتی ہے ساری رات تکتے تکتے یہ ہمکو ‏ اسی تشویش میں اب آتے ہیں اب آتے ہیں آ جاتے ہیں

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا ... حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ⁂

پوچھا کیا ہے مجھسے فدوی تو ‏ میں جو بے اختیار ہنستا ہوں
بے خبر جو ہیں مرگ سے اونپر ‏ مثل شمع مزار ہنستا ہوں

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت طب مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن وکسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف وعاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق وصل سے میسر ہو کسطرح — انکو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہیں
اور آنکو جو کہیے تو پھر وہ بہانہ جو — زلفیں ہٹا کے منہ سے یہ کہتا ہے شب نہیں

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ و شیخ عظیم آبادی شاگرد علی قلی خان ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے بڑے ظریف تھے
انتقال انکا ۱۱۸۶ ہجری مین ہوا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

رونا جہان تلک تھا مری جان رو چکا — مطلق نہیں ہے چشم مین غم کا اثر کہین
باور نہین اگر تجھے آ تو بھی دیکھ لے — آنسو کہان ڈھلک گئی لخت جگر کہین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ ۱۲۳۶ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے مطبوع و مرغوب ہوتے ہین
صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعرا انکا نظر سے گذرا

اونسے چھٹ گیا مین شب وداع گھات سے — ہر چند قاسم اونکی رہی زیر لب نہیں
جھنجھلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو — پھر کیجیو بے حیا تجھے ملنے کا ڈھب نہیں

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے

کسکا در دور رسائی سے ہے — مست رکھتی ہے مے مدام ہمین
لڑکھڑائین تو بانہہ پھیلا کر — محتسب سے کہین کہ تھام ہمین

ولہ

عشق سے پھر سے ہوئی شہرت تمہارے حسن کی — پھیرے دو آنکھون پر نظر سے مہ لقا کچھ بھی نہیں
حسن کا جوہر جو تم رکھتے ہو تو مین عشق کا — تم تو سب کچھ ہو گئے اور دوسرا کچھ بھی نہیں

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر عزیزون مین حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی تھی حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ اور مرزا

جعفر علی حسرت سے کسب سخن کیا تھا شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے
مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی وہین ۱۲۱۰ھ ہجری مین انتقال کیا دیوان
انکا نظر سے گذرا

بھیج مت مرہم کا فور تو قدرت سے کے حضور
تیری جان سوختہ خورشید قیامت کے تئین

یہ علاج اور بھی زخمون پہ اثر کرتے ہین
ہر سحر پنبۂ ناسور جگر کرتے ہین

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر ولد بلند خان قوم افریدی
شاگرد خواجہ وزیر ساکن لکھنؤ کے امراے نامی ہین شعر صاف و عاشقانہ اچھا
کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

نقش پہ گویا کے کہتا تھا وہ شوخ
کس خوشی سے جان دی اس شخص نے

اس طرح کا آدمی ہوتا نہین
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان دہلوی مقیم عظیم آباد برادرزادہ خواجہ محمدی خان
شاگرد شاہ کمال عشق

دوستون نے مرے کہا اونچے
لگے کہنے کہ شرط کر یہ تم
روند یوسے کہ جیسے روز سے

محترم کو کہو تو ہم ان لائین
ہم جو مجلس مین اوسکو بلوائین
ساری محفل سے تجھے جائین

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

گرچہ ارباب تمنا کی طرح [illegible] ہین
لیکن آخر کو جو دیکھا کف افسوس ملا

جنس دل کم مشغلہ یک عمر رہا دنیا مین
مصحفی اپنے نہ کچھ ہاتھ لگا دنیا مین

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

شام سے اپنے سو رہے وہ تو اور ہم اونکی گلی [illegible]
کرتے ہین آواز فقیری دیتے ہین بیتک سو سو بار

والہانہ شوق سے کیا کیا پھرتے ہین گھبرائے ہوئے
گھر مین پھر پھینکتے ہین زنجیر در کھٹکاتے ہین

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کچھ کچھ ہو گیا روز یہ کہتا تھا دل مین میر
آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین +

نازنین اتنا بھی ہرجائی پنا	یہ تمھارے آگیا کیا دھیان مین
نہ وزارک و بگڑ گئی ہین بھانیان	روز رہتے ہو اسی سامان مین

نشاخ تخلص جامع اوراق +

نہ مسی ہون کہ لب لعل تلک اوسکی پہونچون	نہ تو سرمہ ہون کہ ہو اپنا گزر آنکھون مین
کیا کہون حال مین اپنا کہ مین کیا ہون نشاخ	صورت خار ہون کیا ہو مرا گہر آنکھون مین

ولہ

صحبت غیر سے نہ مکرین آپ	وہ صفا عارض و جبین مین نہین
نقش دندان غیر ہین لب پر	نام میرا جو اس نگین مین نہین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل جب رشک پری نے جوڑی والی سے کہا	روز لائی ہے بنا کر تو شہانی چوڑیان
دیکھ تو آنکھونکی اندھی لکھی ہے تجکو خبر	یہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیان

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوے قاتل کا یہ قاصد ہے پتا	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
ٹپے رہتے ہین خطون کے پر زنے	پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

ولہ

نکہ عوض مرے جرم و گناہ بے حد کا	الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج	یہ اونکو بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

ردیف واو

النسخ تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۵ ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدی سے نہایت ذوق ہے بڑے بیگو ہین شستہ جیا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو

قطعهٔ منتخب

دکھلاتے ہین کلکتہ مین اسکے بہت شاگرد ہین صاحب دیوان ہین

بشر انسان ہو کیونکر تمہین اے نور کی پتلی
فرشتہ ہو پری ہو کیا کہون تم حور جنت ہو

قمر سیما ہو تم زہرہ جبین ہو مہر سیما ہو
حسین ہو نازنین ہو خوبرو ہو خوبصورت ہو

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ؀

کیون مری چاک گریبان سے بہلا او کیا تہا
اٹہو بخت تجہے پہر آگئے یہ زنہار نہو

کہو لے دیتا ہون ترے کان ابہی سے اگلی
ایسی تقصیر کبہی تجہسے یہ خبردار نہو

ولہ

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو
مجہکو پیٹو آج اگر تم اپنے گہر جا کر رہو

اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا ڈر تمہین
آؤ بیٹھو کہیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

سحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکہنو شاگرد شیخ امام بخش ناسخ عروض و قوافی مین اچہا دخل رکہتے ہین راقم سے ان سے لکہنو مین ملاقات ہوئی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا

ایک سوزنی پہ لکہے یہ دو حرف
دوستو یار کو روانہ کرو

جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے
مجہکو پیٹو اگر سبا نہ کرو

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ؀

گر قتل کیا بت کو خوف ہو
اس بات کو منہ سے مت نکالو

نادان ہے بہلا ہے خون عاشق
جانے دو اب اوسپہ خاک ڈالو

سید اثر تخلص سید محمد علی عرف میر محمدی مرحوم دہلوی شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق و مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شعر گوئی مین اچہی مشق رکہتے تہے اکبر آباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین راہی ملک بقا ہوئے سعادت خان ناصر نے جو انکو اپنے تذکرہ مین میر محمدی متخلص بہ قربان سمجہے وہ ہو سکے مین ثناء اللہ فراق کا شاگرد لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے

سید اثر تو اس جہان مین آکر
جو چاہے سو میرے یار کیجو

ہو رحبین سے گرے کسو کی دل سے — وہ کام نہ زنہار کیجو

تراب تخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کہدیجیو یہ بات اور سمجھائیو اوسکو — یارون سے ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا مین سدا رہنے کو آیا نہین کوئی — لاحق ہے اجل سبکو نبی ہو کہ ولی ہو

تمنا تخلص میر علی خان اورنگ آبادی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا +

بھلا سنو تو مری جان چپ رہون کبتک — کہون فرح مبارک یہ گر ملال نہو
تمہارے رخ کو جو گھیرا اپنے خط کے سبزہ نے — یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہو

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ایسے بیرحمون کی مجھکو دام مین لایا ہے جو — کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ — گر تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

ولہ

سنکے کوچے مین ہمین بام سے تم جھانکتے تھے — یا تو منظور تھی یون شکل دکھانی ہمکو
یا فغان سنکے بھی کچھ منہ سے نکلتی نہین بات — چھوڑی یہ دیکھین بھی آواز سنانی ہمکو

ولہ

نہ ہم خوبان مین بہلا جی ہین اوسکے بعد مم — بیٹھیے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو
آنکھ اوٹھاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل — سامنے آن کھڑی ہوتی ہے دکھانے کو

ولہ

مت جا تو گلی مین اوسکی ہر دم — کہتا ہون یہ بار بار دل کو
پر جائے بغیر آہ جرأت — یک لحظہ نہین قرار دل کو

ولہ

مین کہا دیکھی ہے سینے خواب مین اک رو دیار — دوستو مجھسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس ندکور کو سنتا تھا وہ قاتل کہین — آن پہنچا سر پہ میرے کھینچکر شمشیر کو

ولہ

خانۂ یار کے گرد آٹھ پہر پھرتا ہون	بیقراری نے تو یہ چال سکھائی مجھکو
غیر پر کرتے ہین وان رخنۂ دیوار کو بند	تا جھلک اوسکی ذرا دے نہ دکھائی مجھکو

ولہ

فائدہ کیا ہے جو تنہائی مین گزری جرأت	خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو
یہ غنیمت ہے کوئی دم جو خوشی سے گذری	ابر و باغ و چمن و یار و غزلخوانی ہو

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

اونکے یان رات مین خفا ہو کر	لگ کے رونے لگا جو کونے کو
مجھپہ جھنجھلا کے یون سے لگے کہنے	کیا کہون تیرے غصہ ہونے کو
منہ پہ آنسو دہرے ہی رہتے ہین	آگ لگجاے ایسے رونے کو

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

دوستو کسنے چرایا دل سوزان کو مرے	یک بیک ہو گیا سینہ مرا ٹھنڈا دیکھو
دیکھو وہ آنکھ چراتے ہین چراکر دل کو	چور پکڑا ہے ابھی ہنسنے بھی کیا دیکھو
لوگ کہتے بھی نکے سٹی تو کہو لو صاحب	پڑ گیا ہاتہ مین کیا یہ پھپھولا دیکھو

درد تخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

دل نالان کو یاد کر کے صبا	اتنا کہنا جہان وہ قاتل ہو
نیم بسمل کوئی کسیکو چھوڑ	اسطرح بیٹھتا ہے غافل ہو

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

رہی ہر طرح سے صید ہی کی کبوتر کی طرح	ہاتہ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا	صلح بھی ٹھہرے تو پھر کاہے کے چھوڑا ہمکو

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

مجھسے خلوت کی ملاقات رہی	روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندے کے بدنامی ہے	جان صحبت مین بٹھایا نہ کرو

ولہ

ہاتھ سے میرے کسطرح اے غیر — دامن اوسکا جدا کرے گا تو
فرض ہینے کیا کہ یون بھی ہوا — کشش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردۂ گل مین کب تلک ای دوست — شکل بو کی رہا کرے گا تو
ایک دن تجھکو دیکھ لینا ہے — یار کب تک چھپا کرے گا تو

ولہ

کہتے تھے ہم طپش دل اوسکو نہ دے — اور جو دے گا برا کرے گا تو
تونے کہنے پہ کچھ عمل نہ کیا — ہم بھی اب دیکھیں کیا کرے گا تو

ولہ

آزمایا ہمنے یارون کو سدا ہر رنگ مین — کیا کوئی لیوے جہان مین دوستی کے نام کو
گلفشانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر — پھولون کے دن بھی نہ لائی اوس بت گلفام کو

ولہ

طپش کیا کہیے کل ناحق عوض بوسے کے ہم سے ہوا — مہاسے سہل پر دے بیٹھی دل اوس یار قاتل کو
سو اب جھگڑا ہے کہیے اوس سے یہ سودا نہین بنتا — وہ اپنا بوسہ لے ہمسے اور اب پھیر دے دل کو

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

غافلو ہو کہ نہ ہو تمکو سفر مین کچھ سو — ساعت نیک منجم سے مگر پوچھتے ہو
لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوے ملک عدم — نہ کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچھتے ہو

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

بلبل تو عبث پھولی ہے اوس گل پہ کہ جسکو — گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
پھل ساتھ مری تجھکو دکھا دون وہ طرحدار — آنکھون سے نہ دیکھا ہو نہ کانونسے سنا ہو

قربان تخلص سید محمدی دہلوی عرف میر کلو شاگرد تمنا اللہ خان فراق

ہاتھ پکڑا جو مین کہا اے واہ — کچھ دوانی ہوئی ہو لو دیکھو

تقوہ منتخب

چھوڑ دو تمکو مرے مہر کی قسم — پھر اسنتا کوئی نہو دیکھو

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس خلف نواب اشرف خان مصاحب سودا

اگر آپ ہے جو تمہارے ہی در او پر مرزا — دمبدم اوسکو اوٹھاتے ہو بھلا کاہے کو
جب وہ غربت زدہ جاتا ہے تو سو کر کی زمیں — پھر اوسے آپ بلاتے ہو بھلا کاہے کو

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

وہ جو عاشق ہین اپنے ہاتھون سے — پھینک دیتے ہین کاٹ کر سر کو
مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ — نہین تکلیف دست و خنجر کو

وله

یکایک کر گذرتی ہو وہی جب ان — جو کچھ تم اپنے دلمین ٹھانتے ہو
غرض ہو آشنا اپنے ہی ضد کی — کسیکی بات کو کب مانتے ہو

وله

میرے نامہ کو سر ہی نہ پڑھو — اک ذرا اسکو بیٹھ کر دیکھو
مدعا بھی نکل رہے گا کہین — پڑھے جاو نہ پیشتر دیکھو
ہوچکی نامہ جب تمام تو پھر — ہے عبارت جو پشت پر دیکھو
کر گئے اول سے تابہ آخر غور — پھر جدھر چاہو تم اودھر دیکھو

وله

ارادہ گر کرون شکوہ تو وہ ملتا نہین مجھسے — جو چاہون دنکو تو آتی ہے لوگون سے حیا مجھکو
نہ دن کو چین نے رات کو نیند آوے معاذ اللہ — کیا ہے اوسکی چاہت نے گرفتار بلا مجھکو

منجو تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

فائدہ خاک ہو نصیحت سے — عاشق خستہ حال و مضطر کو
مغز کھاتا ہے کیون عبث ناصح — جونک لگتی ہے کوئی پتھر کو

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جب کہا میں نے کہ تم بیدرد کر نا آشنا — بے مروت بیوفا بیگانہ احباب ہو

ہنسکے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچھ ہون سو ہون ‖ تم بہی تو بے چین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو

تسلیخ تخلص راقم اوراق ‡

جیسکے قبضہ مین ہے رشتہ جان شاخ ‖ اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکھنا مجکو
صوف ہو تار شعاع اور ہو خورشید دوات ‖ چاہیے پہر قلم سوزن عیسےٰ مجکو ‡

وله

جو بیوفا او نہین کہتا ہون مین تو شوخی سے ‖ وہ کہتے ہین سنو اپنی زبان کو تہام تو لو
یہ ہو نہ کیسے کہتے ہو خیر ہے صاحب ‖ وہ مین نہین ہون کوئی اور ہوگا نام تو لو

وله

ہمارے حال کو یون دیکہ کر ہمدم ‖ عبث خموش ہو کچھ بہی زبان سے کام تو لو
جو ہو سکے تو سنا دو کہ حال اپنا ‖ نہو تو بہبر تسلی کسی کا نام تو لو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ‡

تک ادہر منہ تو کرلے آئینہ تا انصاف ‖ دیکہ تو ہم مین حجاب رخ دلدار کہ تو
درمیان سد سکندر ہے اوٹہانے کسنے ‖ دیکہنے کا نہین مین اوسکی اداد ارکہ تو

وله

ہیچ مین نہین ہے اوسکی جالی ‖ تک دیدۂ عوبے تو چہا نکو
کہینچے ہے وہ شوخ جنتری مین ‖ تار رگ جان عاشقان کو

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ‡

بے یار ذوق کب ہے شراب وکباب سے ‖ پروا نہین ہے اب مجہے ساقی ہو یا نہو
خون جگر پیا نہو جسنے وہ مے سے پیے ‖ کہائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ردیف ہاے ہوز

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ‡

گر ہمی مسیح کرے کشتۂ حیرت اپنا ‖ دم بدم مجہکو دکہا کر رخ یار آئینہ

بس یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی جب ۔ آ مرے ہاتھ میں دین روز شمار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✢

وائے حسرت نہ چلے لیکے جنازہ جو مرا ۔ لوگ سب روتے ہوئے کوچہ دلدار کی راہ
شور و غل سنکے بھی از راہ تغافل اوسنے ۔ نہ ذرا جھانک لیا روزن دیوار کی راہ

وله

آئے نظر کل ایک مریض میں ناتوان ۔ مجنون سے بھی فزون کسی بیمار کی شبیہ
تو ہنسکے مجھسے کہنے لگے جیتے کون ہیں وہ ۔ او تم بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ

وله

شب وصال میں وحشی سا دیکھ مجھکو وہ شوخ ۔ کہی ہے دیکھو بس آگے نہ تم بڑھاؤ ہاتھ
تمہارے ہاتھ نہ آیا ہوں میں نہ آؤں گا ۔ مری بلا سے جو تم کاٹ کاٹ کھاؤ ہاتھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✢

ہے باغ جہان میں سب کے کہ ہمت عالی ۔ کہ گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر ۔ جھکتی ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✢

قطعہ

کہا رنگین بیٹھے ہے دھوان میری ۔ اگر چھٹے یار میں پہلی بیٹری دیکھ
سٹھلے کو بیٹھ رہے کے بچھونون میں ۔ کہا بیٹھے کہ اپنی ایڑی دیکھ

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✢

دوست حق میں ترقی و تنزل اپنی ۔ کیا کہیں ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچھ
ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی ۔ ایک گھٹنی میں جوانی کی ٹھ گیا کیا کچھ

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیق صاحب طبع سلیم ہیں

کہنے لگا وہ شوخ یہ جھنجھلا کے ناز سے ۔ دیکھا جو مجکو اور کسی مہ لقا کے ساتھ

دو دن میں حال آپ کا کچھ اور ہوگیا + آئیں خوب ہم سے پیش تم آئے وفا کے ساتھ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

غمخوار یار کے تنہا کہتے تھے کل طپش سے
ڈرتا ہوں ہو نہ تجھکو آزار رفتہ رفتہ
دیکھا نکیسی کو کمبخت آنکھ مجھ پہ کر
کرتی ہے چشم بازی بیمار رفتہ رفتہ

غربت تخلص حکیم غلام نبی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گذرے

جب کہا سینہ بسینہ ہو جیے اس طور سے
جیسے رکھتے ہیں ملا کر آتش پر آتش
بولے اس نازک سے چھاتی پہ نہ سینہ دھریے
چاہیے تجھسے نہ پہنچے آتش پر آتش

قوس تخلص مرزا محبوب علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

صحبت اغیار میں تھے رات کو بگڑیں نہ آپ
ذرہ ذرہ حال ہے صاحب کا مجھپر آشنا
منہ ہے اوترا گال نیلے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں
ہوگئے شرمندہ جو دکھلا دوں اوٹھا کر آئینہ

محسن تخلص میر محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر ورشک متوطن خوست باشندہ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گذرا

صاف ہے ہر جیب گل پہ عروسانہ بہار
ہر چمن باغ میں عشرت کا بنا کاشانہ
دولہ گلچیں ہے بنات آج چنی جاتی ہے
پھول مصری ہے سر شاخ دلہن کا شانہ

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

خسرو کے سر پہ وہ زیبا تاج خسروی
ڈھے رہگیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ
کیسی اب اونکی دھوپ میں جلتی ہیں ہڈیاں
سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

گھر میں بیٹھے تھے کچھ اداس سے وہ
بولے سب دیکھتے ہی میرا منہ
ہم بھی غمگیں سے ہیں آج کہیں
صبح اوٹھے تھے دیکھ تیرا منہ

ولہ

شعلۂ شمع کا جسے ہیت نہو
اس قدر بہی بلند پروازی

نفع تو اک طرف ضرر کو دیکہ
اے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکہ

ولہ

بیدم سا پڑا تہا کوئی اوس کوچے مین اونسے
اس رحم کے صدقے وہین گہبرا کے کہا ہان

درو انسے یہین اچہا نک کے دیکہا جو کہین یہ
جاکر کوئی دیکہو کہین مومن تو نہین یہ

ردیف یاے تحتانی

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ✤

کیا ہے اونکو زمانہ نے شکل مور ضعیف
دلا تو دیکہ تو زنگ اونکی چشم عبرت سے

زیادہ تر جو ملک سے سپاہ رکہتی تہے
کدہر گئی وہ جو جم کی سی جاہ رکہتی تہی

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ✤

نہین ہرگز ہمین مطلوب اے خضر
کہ آب خنجر قاتل سے ہر دم

مبارک تجکو ہو یہ زندگانی
ہمین حاصل ہے عمر جاودانی

ولہ

خطا نامہ سے ہوتا ہے وہ قاصد
پر آنا کب ترا دل کو یقین ہے

مرا پیغام تو کہیو زبانی
کہ جان رفتہ ہے تو یار جانی

ولہ

کیا ہے امتحان ہمنے جہان مین
ہوئے جب دم تو پہر کہتے ہین سب لوگ

کہ ہے بے قدر عہد زندگانی
ندانستیم ما قدر فلانی

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیڈرلی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ✤

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کہینچیے ✤

خود نقص آپ مین ندم ریحان نکالیے
مژگان نہو تو خنجر تیر ان نکالیے

قطعۂ منتخب

حال انکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے — شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے — اتنی آرام سے گذرتی ہے

افسوس تخلص میر شیر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

مینے کہا جب اوس سے کہ اے یار بیوفا — تجھسے بھی تیرے دوستی دو روزہی رہی
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ بس لگ نہ چل بہت — اسمین ترا اجارہ ہے جبتک رہی رہی

ولہ

مینے اوس سے یہ کہا چین رہی ٹک دلکو — ایک ساعت بھی جو تو میری ہم آغوش رہے
سنتے ہی ہنسکے وہ یون کہنے لگے دور بھی ہو — کیون رہون تیری بغل مین مری پاپوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خفا کسکو بُرا لگتا ہے — آرزو تیری ہر اک شخص کو ای یار رہے
ہمکو کیا کام خریدار ترا عالم ہو — یا الٰہی تری نت گرمی بازار رہے

ولہ

عبث سوچ تجکو نامہ بردی شوق سے مجکو — کوئی چہڑ کی کوئی گالی اگر اوسکی زبانی ہے
ادا و ناز کی رسمون سے تو واقف نہین مطلق — ارے ناوان یہ تو عین اوسکی مہربانی ہے

ولہ

جون کہا مینے کہ اب پردہ اوٹھا و بے حجاب — طالب دیدار سے منہ کا چھپانا منع ہے
سنکے ہنسکے یون لگا کہنے کہ سچ کہتا ہے تو — پر ہر اک کم ظرف کو جلوہ دکہانا منع ہے

البنج تخلص متولوے عصمت اللہ حال ان کا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

وہ ہے اور عیش و طرب ہے اور ہے دور شراب — قہقہا ہے رنگ ہے اک جوشش مستانہ ہے
مین ہون اور رنج و الم ہے درد ہے فریاد ہے — نالہ و شور و بکا ہے آہ بیتابانہ ہے

ولہ

اوس طرف نازو ادا ہے اس طرف شوق و نیاز	ہے شب مہتاب ہین ہون صحبت جانانہ ہے
باغ ہے نہر و ہوا ہے اور چہائی ہے گہٹا	شیشہ و جام و صراحی ہے خم و پیمانہ ہے

ولہ

جسم یون روح سے لگا کہنے	تن سے جب ہو کے بیقرار چلی
چہوڑکر ساتہ ایک عمر کا آج	حیف اسے جان غمگسار چلی

ولہ

جدا وہ مایۂ تاب و توان فریسیت ہی جب سے	نہ طاقت تن ہین ہے اپنی نہ آنکہو نمین بصارت ہے
جگر بے چین دل بیتاب جان بیصبر ہے تن مین	نہ کہانا ہے نہ پینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل مین تم جو بیٹہے ہو تو کیا ہی چین ہے دلکو	نہ اب و نا تڑپنا ہے نہ وہ آنسو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ رنجش نہ وہ غصہ	نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تلملانا ہے

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مجہے لپٹ کے اختر شب یار نے کہا	کیا جانئے اندنون کی یہ کیون رات گہٹ گئی
کمبخت آ ہوا خلل انداز خواب مین	ہے ہے خروس صبح کی چہاتی نہ پہٹ گئی

ولہ

کیا منہ بنا رہی ہو اللہ رہی رکاوٹ	گویا کہ آشنائی گاہی نتہی کسی سے
لو پانو چہوڑتا ہون بس بخشیے جرم بخشی	تقصیر بہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگہ عرف کاکاجی ولد راجہ بینی بہادر بہادر تخلص کہ ارکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر مین تہی شاگرد سرپ سنگہ دیوانہ شعر فارسی بہی کہتے تہے نہایت شکیل جوان تہے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین انتقال کیا بعض تذکرہ والون نے انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکہا ہے اسپر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکہ تو ہمسے رست بازون سے	تو نے اختر پہج ادائی کی

ہم سے رکھکر غبار خاطر مین	جا کر اغیار سے صفائی کی
اے دل آزار تو ہی کر انصاف	ہے یہی طرز دلربائی کی
عہد کیا کیا تھے اور قول و قرار	آہ تسپر بہی بیوفائی کی

تجلی تخلص میر محمد حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

جانب شہر عشق آمت جا	رہ تجلی یہ راہ مشکل ہے
روکے بولا کہ اب تو جاتا ہون	خواہ آسان خواہ مشکل ہے

تراب تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب	اس جہان کا عجیب عالم ہے
یکطرف شور و غل ہے عیش و خوشی	یکطرف آہ و درد و ماتم ہے
پہول ہنستا ہے اور کلی چپ ہے	منہ پہ دونو کی روئی شبنم ہے

ولہ

مرگیے ہم اسی تفکر مین	اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
وا حسرت تراب بار دگر	پہر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

ولہ

عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ	کوئی گوش گذار اوس سے یہ کردہ کسی ڈہب سے
دکھلاوے جہلک آج نکر وعدۂ فردا	مشتاق تراتشنۂ دیدار ہے کب سے

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار	دیکھا کسیکے ساتھ تہا تالاب پر سے مجھے
وہ تو سٹرک تہی ہاتھ پکڑ لیتے بیدہٹرک	میرا تو ڈر نہتا یہ تمہارا تہا ڈر مجھے
تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط	مین ڈوب مرتے اتنی تہی غیرت اگر مجھے

ولہ

حلوائی کی دکان کی پہبتی نہ کیون کہون	ذرات آسمان مٹھائی کا تہال ہے
ہے چاند اندرسا تو ستارے ہین گولیان	شاخین کرن ہین اور یہی سوچہ سہال ہے

ولہ

تم ہو دانا ولایتی حنا تم / بولو کیا وجہ تین چار گھڑی
ننگ گلہری نہ ہے ہوا چلتی / خود بخود ٹوٹ کر اتار گری

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

بہانہ کر کے بیماری کا وہ کیا کیا کرتا ہے / خدا نا کردہ اب اپنے تئیں بیمار ڈالا ہے
کہ دیکھوں سنکے اسکو کون اب جیسے گزرتا ہے / محبت آزمانے کا نیا یہ ڈھب نکالا ہے

ولہ

ہائے پردہ اوسکے روبرو کیجیے بیان / چار دن میں جو تماشا سا دکھایا آپ نے
یعنی پہلے بے تکلف پاس بٹھلایا اور آہ / لگ گیا جب دل تو یکبیک پردہ لگایا آپ نے

ولہ

اوسے تو نفرت لگی ہے اپنی صورت سے / اور اس گمان میں سو رنج جسم و جان پہ ہے
کہ اپنے دل میں یہ اب بندھ گیا ہے دل پر وہم / خیال یار کا شاید کہ امتحان پہ ہے

ولہ

یہی ہم سے جھجکتے ہیں کہ کہتے ہیں جرأت / ہو بہو کا سا کبھو جو اس طرف وہ آن نکلے ہے
خدا رکھیو اسے تنگی گلے سے آنکھ جلد ہی / سو سینے دل کو کیتک ہائے کافر جان نکلے ہے

ولہ

چوری چھپے نہ دیکھنے پاتا تھا جو سے تجھے / اب دیکھ اوسکو جان مری ہاتھ جائے ہے
یعنی کہ دور تلک بھی رسائی نہیں مجھے / اور وہ خوشی سے گھر میں ترے آئے جائے ہے

ولہ

حیرت زدہ تم دیکھ کے کیوں کہتے ہو مجھکو / کیا جی لگی اوس پاس کہ جو دیکھ نہ بہاسے
وہ اور ہیں جو کہتے ہیں جو منہ دیکھے کی الفت / مرتے ہیں اک بات پہ ہم چاہنے والے

ولہ

اسپہ جرأت کی عجب حالت ہے / جی اوسے دیکھ کے گھبراتا ہے

دمبدم کھینچے ہے ایسے دم سرد — اشک گرم آنکھوں سے پھر لاتا ہے
بستر غم پہ پڑ رہتا ہے پڑا — نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیند اوڑ جاتی ہے ہمسایوں کی — ایسا رونے کو وہ چلاتا ہے

ولہ

نصیحت مان لو میری نہو عاشق کہیں یارو — اوٹھاوگے بہت خواری بہت آزار دیکھوگے
لگے گی آگ سینے میں جگر جل جائیگا غم سے — بہینگے اشک آنکھوں سے قطرہ خونبار دیکھوگے
مرے مانند کھو بیٹھوگے دل کو پھر پنا وگے — بلا میں مبتلا دن رات جان زار دیکھوگے
جو آفت جو ستم جو قہر ہے تمسکو دکھائیگا — سہے گا کچھ نہ چارا اور تم ناچار دیکھوگے

ولہ

مرض عشق سے یہ حال مرا ہی کہ طبیب — اب تشفی کے لئیے مجکو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچھو تو کسے ہے امید — ایسے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے

ولہ

تہا وصل جن دنوں میں تو کہتے تھے دلمیں ہم — صحبت ہماری چرخ کو بہی خوش نہ آ لگی
سو خواب میں بہی اب نظر آتے نہیں وہ عیش — افسوس ہے ہماری ہی اوسکو نظر لگی

ولہ

لوگ گہر سے یہ کہتے ہیں کہ چلتے ہو جی وان — اپنے بیگانے سب اوس بزم میں ہیں آئے ہوئے
دل میں تو سوچ کے اسباب کو رو دیتے ہیں — کیا کہیں اونسے کہ ہیں ہم تو نکلوائے ہوئے

ولہ

گر کہیں ہم لیکے دل تم جان کے خواہان ہوئے — جی جلا کر خاک میں ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش میں لا کر کہتے ہیں کس نا دسے — ہم تو تھے ایسے سے پھر کیوں دل لگایا آپ نے

ولہ

ایک عمر سے ہمکو دیکھنے کی — جس پردہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غضب کہ آجتک بہی — پردے ہی میں اوس سے گفتگو ہے

ولہ

روٹھنا اوسکا وہ میرا آمنانا اب کہاں | روکے کہتا ہون یہی جب سے فراق یار ہے
ہائے وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل میں | صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

ولہ

کیا بیان کیجیے جرأت کے نہ آنیکا سبب | کوئی بیتاب یہ کیونکر ترے در تک پہونچے
ہے یہ حال اوسکا کہ بستر پہ ادہر سے اودہر | شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

ولہ

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پھر اکل | سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبھالے
اللہ رہی نزاکت کہ وہین آتش گل سے | گرمی سے پڑے پاؤنمین اوسکو کئی چھالے

ولہ

بارہی کچھ جذبۂ دل نے تو اثر اوسکو کیا | اب جو آتا ہے سو فقرہ یہ سناتا ہے مجھے
منہ ترے گھر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے وہ شوخ | اسطرف کو کوئی کھینچے لیے جاتا ہے مجھے

ولہ

سنکے جرأت کا وہ ترانۂ غم | بولا خوش ہوکے اسپار اگ لگے
مجکو رسوا سے خلق کرتا ہے | اسے ترے چاہنے کو آگ لگے

ولہ

دم ہونٹھونپہ بیمار محبت کا ہے تیرے | اے مست مئے ناز ذرا دیکھ تو چلکے
یان بادہ کشی مین نہو مصروف نکر دیر | وان جام ہے لبریز مبادا کہین چھلکے

ولہ

ظاہر مین گو نبولے وہ شوخ لیک ہمنے | خوبونکی انجمن مین یہ آزما لیا ہے
غصہ ہوا اوٹھ گیا ہے بس وہ مین جب کسی نے | الفت سے پاس اپنے مجکو بٹھا لیا ہے

ولہ

یار سے مین کہا کہ تیرے لیے | میری آنکھون سے خون جاری ہے

مہربانی سے ہنسکے کہنے لگا | کیون تجھے اتنا رونا بھا رہی ہے

ولہ

ظلم کب تجھپہ روا ہے کہ ستمگر ہم تو | آپہی اوٹھ گئے تھے کل تری بیزاری سے
آہ پھر رہ نسکے دل کے سبب کیا کیجے | آج پھر آلے ترے کوچے مین ناچاری سے

ولہ

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجھے | کل کسی شخص سے کہتا تھا نکل کر گھر سے
رات سنتے ہین کہ لوگون نے اوسے تاڑ لیا | لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے در سے

ولہ

تھا جی مین یہ کہ تجھسے بگڑ جاے اس لیے | مینے کہا کہ غیر سے پھر تم میان سے ملے
پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہگیا | آنکھین ملا کے جو یہ کہا اوسنے ہان ملے

ولہ

کہتے ہین کہ مکتوب بھی ہے نفعت ملاقات | ہو چین مرے دل کو خط اوسکا اگر آوے
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے | تیرے نہ سنانے کہین الٹے نامہ بر آوے

ولہ

یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ | افسوس کبھی تو نے منگائی نہ خبر بھی
یعنے کہ جو غمخوار تھے اوسکے سو وہی اب | گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ جیسے ہے کہین مر بھی

ولہ

خوشا حال اونکا جو خمخانہ ہستی مین کہتے ہین | برنگ شیشۂ مے کیفیت آنسو بہانی کی
کہ تسکل زخم ہم آفت رسیدونکی یہ صورت ہے | نہ رونے کا مزا ہے کچھ نہ لذت مسکرانی کی

ولہ

بن اوسکی شغل گریہ سے بہلا کچھ دل بہلتا ہے | سو اے ہمدم کہان نوبت رہی آنسو بہانے کی
کہ خونجرات نظر آتا نہین کچھ بستر غم پہ | گئے وہ دن بھی اب طاقت جو تھی رونے رلانے کی

ولہ

کہا جو مینے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج — کہ مول آپ نے خنجر کئی وہ ہمارے لیے
تو کیا کہوں کہ وہ منہ سے تو کچھ نہ بولا پر — نگاہ میں بولیں کہ کہتے ہو کیا تمہارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب — بٹھاؤ اپنی محفل میں بلا کے
اوٹھا کر آنکھ پھر دیکھوں بحسرت — تو مجھکو مار ہو گروں بٹھا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ — چاندنی میں ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
اونکے دیکھے سے کہا مینے لپٹ جانیکا قصد — پر وہ نکلا رجھنی تو سخت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یار پر یار رو — بیٹھے کس طرح بے خطر کوئی
یہی وہ تو خوف ہے ڈہر کا آہ — دیکھ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

وائے قسمت کیا ہیں طالع ہائے شامت کیا کہوں — گھر میں بلوایا تھا جنکو میرے باعث یار نے
سو یکایک ہو مخالف ہمسے اور بنکر رقیب — آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

پہونچے ہے دور دور اسے وہ ابھی کو نگاہ — نہ وہ اخلاص ہے ہمسے نہ رہا آشنائی ہے
نظر جو لگ گئی اونکی جو اونکی وصل میں ہمکو — کہا کرتی تھی لو نہ اتنے ابھی کی بن آئی ہے

حسرت تخلص مرزا جعفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

صفا و خوبی رخسار آتش رنگ کو تیری — نہ تنہا جب سے دیکھا ہے فقط آئینہ حیران ہے
ادہر خون میں جگر ہے لالہ پر داغ حسرت سے — ادہر سنبل کو دیکھا زلف کا تیری پریشان ہے
غرض جتنے عروسان چمن میں تیرے والہ ہیں — گل و شمشاد و غنچہ قمری و بلبل ثناخوان ہے
سوا اسکے جو کوئی دیکھتا ہے تجھکو کہتا ہے — فرشتہ ہے پری ہے حور ہے غلمان ہے انسان ہے

نہیں آیا ہے اس نقشہ کا چہرہ دید میں آگے — فلک سے کیا زمیں کی اور آیا مہر تاباں ہے
غرض جب عقل ہو جاتی ہے حیران تب یہ کہتی ہے — کہ حق کا پرتو ہے جسکا یہ جلوہ نمایاں ہے

ولہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر — جو دیکھا تو بشدت آتش سوزاں فروزاں ہے
تعجب ہمکو آیا کھول کر دیکھا جو مرقد کو — نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان و ران ہے
مگر یک راکھ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمیں سے — سیہ پیسے شعلے اوٹھتے ہیں اور یک اخگر سا پنہاں ہے

ولہ

تم جو کہتے ہو کہ دو حسرت سے — آہ و فریاد و فغاں کیا نہ کرے
آپ کا اسمیں کیا بگڑتا ہے — درد دل کی کوئی دوا نہ کرے

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

مدت سے ہوا تھا گم پہلو سے ہمارا دل — کوچہ میں خبر پاکر ہم اوسکے گئے لینے
سو جان بھی واں اپنی کھو آئے ہم ای یارو — کیا پوچھو ہوا اور اولٹی لینے کی پڑی دینی

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

پڑی رات داد و ستد کچھ عجب — جو بوسہ کو اوس شوخ سے جا اڑے
لگانے ہی بس لب سے لب جی دیا — حسن اور لینے کی دینی پڑی

ولہ

یہ جو عالم کے دلمیں پھرتے ہیں — رات دن مجکو دھیان انکا ہے
پھر کہاں ولولے جوانی کے — یہ تقاضا بھی اپنے سن کا ہے

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ پیشتر اضلاع صوبہ بہار میں رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے بہار میں مارے گئے قاتل کو بھی ساتھ لیکے

کہا شب جو میرے گھر چلیے — اسمیں کچھ کم نہ ہو گی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے — رہ و رسم ادب تو سب ڈوبے
مجھسے کہتا ہے میرے گھر چلیے — دیکھیو اختلاط کی خوبی

وله

ہنسے حیران کو جو دیکھا روتے / بن گئے دو گھنی کی گھات مری
اونکی خدمت مین ادب سے بیٹھے / عرض کی دیکھی کرامات مری
مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ ندین / بندگی قبلۂ حاجات مری

درد تخلص حضرت خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤ ✤

یہی پیغام درد کا کہنا / گر صبا کوئی یار مین گذرے
کونسی رات آن ملیے گا / دن بہت انتظار مین گذرے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤ ✤

کہوں اے ذوق کیا حال شب ہجر / کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
تھی شب ڈھال رکھا تھا یک اندھیر / مری بخت سیہ کی تیرگی نے
تب غم شمع سان ہوتی تھے کم / اور آنسو تھے پسینوں پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے / کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہاں ہین اور کہاں یہ شب مگر تھی / مری جانب سے تیرے دلمین کینے
سوا اس ظلمت کے پردہ مین کیئے ظلم / ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج / پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجھ سے قرین تھے / قرینے سے ہوئے سب بے قرینے
مری سینہ زنی کا شور سنکر / پھٹے جاتے ہین ہمسایوں کے سینے
روٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا / مجھے بے تابی و بے طاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچھ کہا کہ سو رہ / بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ / بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی / طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات / یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو / پڑے ہے یاس مین سرہانے بیکسی نے

مگر دن عمر کی تہوڑی سی باقی ... لگا رکہی تہی میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے ... اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجہکو صبح وصل کی دی ... اذان کے ساتہ مین و فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر ... کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
موذن مرحبا بروقت بولا ... تری آواز مکے اور مدینے

ولہ

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتایئے ... معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدے سے ابہی منہ چہپایئے ... دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

ولہ

تو بہلا ہے تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق ... ہے برا وہ ہی کہ جو تجہکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے ... کیون برا کہنے سے تو اوسکے برا مانتا ہے

ولہ

مین نہ مرتا جو دم ذبح تو یہ باعث تہا ... کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجہے
ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بہی نازک ہو سوا ... لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجہے

ولہ

قدم سنبہال کے رکہ راہ عشق مین اے ذوق ... گذرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پا سے مور بہی ہے تو وہ ... ترے ڈبونے کو وہ بہی تو طوفان ہے

راسخ تخلص شیخ غلام علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہین صاحب ... آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے
اب ملتے ہے خواہندہ اک جنبش دامن ... وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

ولہ

شرف میکدہ بیان کیا ہو ... یہان کی رند افضل زمانہ ہوئے
غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف ... نہ گدا سے شراب خانہ ہوئے

ولہ

کیا کہوں دل پہ کیا گزرتا ہے — جب یہ تحریر یار کرتا ہے
آج فرصت نہیں کل آئیں گے — تو غضب انتظار کرتا ہے

ولہ

یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک — پچھتائیے گا آپ بہت مجھکو مار کے
ترکش کمر سے کھول کے پھینکو گے میرے بعد — رکھدو گے تم کمان سے چلہ اوتار کے

ولہ

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے
ہیں بس چکا ہوں نہ دو مجھکو چھٹی — ہوئے ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

ولہ

طبیعت کا ہے سے کرو تم نہ دہیان — کسی اور سے اب بہل جائیگی
نہیں رہنے کا ابد چند روز یہ حال — سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ولہ

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کروں — نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئی
سوال کرتے تو کر بیٹھا ولیکن ہو کیا — میں زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوئی

ولہ

جہت سامنے سوتا نہیں یار آکر — اسی بات کا تو ہی رونا پڑا ہے
پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہے — کسی سمت الٹا بچھونا پڑا ہے
سمہری یہ ہوتا ہے تابوت کا شک — یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

ولہ

عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو — یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری
بہلا تم ہی منصف ہو للہ بولو — وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمہاری

ولہ

نہ چھپا مجھسے کوچۂ قاتل — مرگیا تو بھی میری خو نہ گئی
اب وگل مین جو تھی وفاداری — خاک بھی اوڑکے کو بکو نہ گئی

رنگین تخلص سعادت یارخان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

یک پردہ نشین دیکھکے دل نے کہا نگہ — کیا خوب ہو گر اس سے اشارات کی ٹھہرے
نوبت جو اشارات تلک پہونچی تو وہین — اوسنے کہا حرف وحکایات کی ٹھہرے
جب حرف وحکایات بہم ہونے لگی خوب — بولا کہ کسیطرح ملاقات کی ٹھہرے
مدت مین ملاقات میسر جو ہوئی ہے — اب دل یہی کہتا ہے کہ اوسبات کی ٹھہرے

ولہ

حورون کے عوض مجھے آلہی — دنیا مین تو ایک نازنین دے
کب مجکو بہشت کی ہے خواہش — دنیا ہو جو کچھ سو لا یہین دے

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

زیرک کل اک طرف کو مین شکل خستہ دل — جاتا تھا تا کہان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی — کبتک رکھیگا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تندخو — صحبت سے تیرے رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے — اب نہو سکھائے تو مہرووفا مجھے

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز تھے کبھی دہلی اور کبھی اکبرآباد مین بھی رہتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبرآباد مین رحلت کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے انکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

ہاتھ جب چھاتی پہ اوسکے سینے رکھکر یون کہا — بوجھ میرے ہاتھ مین یہ جنت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اوسنے راہ شوخی سے مجھے
ایک ہی اللہ اپنے کام مین تو طاق ہے

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہو چکا ہے

الغرض سیر گورِ غریبان کو مین گیا
یعنی وہان بزرگون کا اکثر فرار ہے

دیکھا تو ایک گور پہ نرگس ہے سرنگون
پوچھا مین اوس سے یہ کہ تو کیون شرمسار ہے

اوسنے کہا عزیز تو نرگس مجھے نہ جان
آنکھین مین اوسکی ہون کہ جسکا مزار ہے

جب مین کہا کہ میری طرح سرنگون ہے کیون
اور اسقدر یہ کسکا تجھے انتظار ہے

تب تو یہ اوسنے مجھسے کہا سن لے بیخبر
یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے

عاشق تھا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص
ابتک وہ یار اسکے تئین انتظار ہے

سودا مجھے یقین ہوا اتب سنتی کہ آہ
عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے

ولہ

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا
ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے

سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو
باندھنا خونیہ کمر اسنے نیا مضمون ہے

ولہ

بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچہ مذکور
اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہی گاہے

وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص
نظر آجاوے ہے باحال تباہی گاہے

ولہ

اس مین حیران ہین کیا ہمسے ہوئی ہے تقصیر
قتل کرنے کے لیے پھرتے ہو تیار ہوئے

تیغ خونریز بکف خنجر تران بر میان
ہر گھڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے

گر اسی مین ہے خوشی دلکی تمھاری تو خیر
ہم بھی راضی ہین کہ اس جینے سے بیزار ہوئے

پھر کیا ڈھیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اللہ
کھینچکے تیغ کو آجاؤ ستمگار ہوئے

ورنہ دل کھول کے لگجاؤ گلے سے پیارے
گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے

اتنے ہی بات کے کہنے ہین کہ آ بوسہ دے
آہ اے وائے جو ایسے ہی گنہگار ہوئے

توبہ کرتے ہین قسم کھاتے ہین سنتے ہو تم
پھر نہین کہنے کے آگے کو خبردار ہوئے

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

جز تری خاک در اے دوست سب کعبہ
دل میں ہو گر ہوس عزت و جاہ ہے گا ہے

نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار
ہو جو فردوس بریں پہ بھی نگاہ ہے گا ہے

ولہ

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے
اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گاہے گاہے

دیکھ کر منہ کو گھڑی ایک اور پھر کر دم سرد
یوں اشارے سے بتایا سر راہے گاہے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تھانیسر مقیم دہلی اشعار انکے مزہ دار ہوتے ہیں صاحب دیوان گذرے

دیکھا عجب تماشا طرفہ کیا نظارہ
گذرا جو صبح گاہاں میں صحن گلستان سے

یعنی کہ ایک بلبل بیٹھی تھی شاخ گل پر
رنگ چمن دوبالا تھا اوسکی داستان سے

جون سوز درد دل اشعار تھے لب پہ
گویا خبر وہ دیتی تھی سوزش نہان سے

اوسکے سخن میں ہمدم کیا کچھ بھری تھی گرمی
گویا کہ آتش دل تھی شعلہ زن زبان سے

کہ نالہ و فغان سے عالم کو پھونک دینا
کہ دل ہی دل میں جلنا آہ شرر فشان سے

کہ فصل گل سے شادان کوتاہ بینیوں سے
کہ پیش بینیوں سے غمگین تھے وہ خزان سے

اوسکو سمجھ کے اپنا ہمدرد و ہم مصیبت
پوچھا یہ میں نے اوس سے تو کہہ تو کچھ زبان سے

کیا حال ہے کہ تیرے وہ زمزمے نہیں ہیں
اندوہ کتنیاں ہیں ظاہر تری فغان سے

کہنے لگے کہ جو جو میری حقیقتیں ہیں
سو گفتنی نہیں ہیں کیا فائدہ بیان سے

لیکن نہیں مناسب بالکل ہی چھپا رہنا
ایسے ہمراز دل چھپاؤں اونسے جو ہمرازدان سے

میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماجرا ہے
یعنی کہ خستہ دل ہوں ور تنگ اپنی جان سے

نے چھٹنے کی جا ہے نے رہنے کا ٹھکانا
آزردہ ہوں زمین سے آشفتہ ہوں زمان سے

اپنوں کو جو رہتے اک عمر ہو گئی ہے
صیاد سے گلا ہے شکوہ نہ باغبان سے

اتنا اک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل
یعنی بقول میر دل خستہ آسمان سے

جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان
رکھتی ہے چشم میری خاشاک آشیان سے

قطعہ منتخب

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنؤ کے معززون مین تھے

مری سر کی قسم اخفا نکرنا ترا دل کیا کسی پر مبتلا ہے
کہ رہتی ہے تری اب چشم خونبار گریبان تا بدامن پھٹ رہا ہے
اوڑا ہے رنگ رو میری طرح سے برنگ زعفران چہرہ ہوا ہے
حیا سے گو نہین کہتا تو مجھسے و لے تحقیق مجھپر ہو گیا ہے
کسی بیدرد خود ایسے سے شاید تمھارا بھی کہین اب دل لگا ہے
لگا کہنے نہ کر طوفان سوزان وہ ایسا شہر مین کہ کون ہے
کہا مینے بھلا صاحب نہین تو تمھارا حال اب ایسن کیون ہوا ہے
الم ہے غم نصیبون کی طرح سے نہ وہ فرحت نہ وہ اب چہچہا ہے
زبان پر شعر جاری درد کے ہین کبھی ہنسنا کبھی رونا یہ کیا ہے

شاکر تخلص محمد شاکر مرحوم شاگرد محمد علی حشمت اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا جو اونپہ گذرنی ہے گذر لے
گلچین تجھے کیا تری بلا سے گل توڑ کے تو تو گھر لے

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہم جو تحریک ناتوانی سے قصہ ہاے ستم سنانے لگے
ہنسکے کہنے لگے کہ ہان سچ ہے تم مرے ناز کیون اوٹھانے لگے

ولہ

شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر دین داری و پارسائی کی
آخر کار مے پرست ہوا شان ہے اوسکی کبریائی کی

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت ابن مرزا خورو بہادر نبیرہ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

ومولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہی لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکھا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی اسبات پر گواہی دیتی ہے

ہمنشین لطف شب وصل تو تہا ہی کہ مجھے — یہ گمان تہا کہ رہی کچھ نہ تمنا باقی
پر کہون کیا دم رخصت جو فرا تہا کہ مرے — دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی
رات بہر جاگنی سے نیند کا آنکھون مین خمار — اور کچھ کچھ اثر نشہ صہبا باقی
بہینی بہینی سی وہ رنگت وہ پریشان ترکیب — لب پہ بدرنگ سا کچھ پان کا لاکھا باقی
آنکھ کے دورون مین کم کم سی وہ سرخی کی نمود — تہوڑا تہوڑا سا اک انداز سے سرمہ باقی
ایک ایک گام پہ بل موے کمر مین سو سو — کا تماشاق نزاکت سے وہ رستا باقی
اب نہ وہ شب کا مزا اور نہ وہ صبح کا لطف — رہگیا اک کف افسوس کا ملنا باقی

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے تہے آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنو کو گئے تہے ہزل و فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر راقم سے گزرا

پوچھا صاحبقران نے جادی سے — تیرے نیچے یہ غارسی کیا ہے
ہنسکے بولے کہ دیکھلو صاحب — ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو — آئے نظر مجھے وان شمع و چراغ کتنے
جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کی داغ کتنے

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

یار اللہ رے ترا عالم — دیکھ یہ داغ دل مین کسکا ہے
باہر و اور ہی ہین دنیا مین — یون فلک پہ یہ داغ کسکا ہے

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم آرہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی

سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان واردو قصہ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم ہین راقم کے احباب
مین ہین شعر اچہا کہتے ہین

غیرون سے بگڑ چلے ہے اون سے
کچہ روزون مین دیکھنا کہ ہر بات
کہتے ہین جسکو وصل کی شب

اب اونکو بھی چاہ ہے ہماری
حسب دلخواہ ہے ہماری
انشاء اللہ ہے ہماری

طالب تخلص حافظ شبراتی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق
علوم عربی و فارسی مین دخل معقول رکہتے تہے شعر بہت خوب کہتے تہے اعمای
مادرزاد تہے معما کے سمجہنے مین استاد تہے صاحب تذکرہ گلشن بیخار نے
جو انکا نام حافظ طالب لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ✤ ✤

تم کہلے بندون چلے آئے مری محفل مین رات
ہین ہی کچہ ملزم نہین تقصیر یان دونو کی ہے

مین بہی کہیل کہیلا تہا بس کچہ ہاتہا پائی ہوگئی
بیوقوفی تمسے مجہسے بے حیائی ہوگئی

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا بلفظہ سحر پہ ہوچکا ہے

سن اے ہمدم گیا تہا دیکھنے کو در پہ مین اوکے
یہ منہ پا کر جو بولا مین کہ چلیے بندہ خانے مین

مرے آواز کو سنتے ہوئے وہ گہر سے کل نکلے
تو کیا کہتے ہین لو بس تم تو اتنے ہی مین چل نکلے

ولہ

ملنے جو کہا جی مین ہے اب بوسونکی مارے
تب ہنسکے لگے کہنے یہی آپ سے ہوگا

کر ڈالون تری چاہ زنخدان کے ٹکرے
کہاتا نمک اور کرنا نمک وان کے ٹکرے

ولہ

نقش پا کی تلاش کا اوسکے
داغ دل کا چراغ ہاتہ مین لے
اسمین وہ شمع و اگر اوسکو
گہر کے لوگون سے تب وہ بولکے یون

جب طپش کو خیال آتا ہے
رات کو اوس گلی مین جاتا ہے
روزن در سے دیکہ پاتا ہے
اپنی آواز سے سناتا ہے

کوئی بلا کراوے چراغی دو — نقش بندی فقیر جاتا ہے

ولہ

طپش اب بیچتا ہے دلکو اپنے — بہا اس جنس کی کی بوسہ پر ہے
ہوئے ہین خوبرو کتنے خریدار — شناسائی ہین جن جنکو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — وہ لے اپنا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمھاری — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھیے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

ولہ

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھالاؤن — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ولہ

ہوا کچھ تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہین — طبیعت نے جو دی تکلیف اوسے کل سیر بستانکی
نظر کر بید مجنونکی طرف حسرت سے کہتا تھا — کہ اس مین شکل کچھ کچھ ملتی ہی اوس مو پریشانکی

ولہ

نہ آشنا ہے کسیکا طپش نہ کوئی دوست — عبث ہر ایک سے دلبستگی رہی میری
یہ حال ہجر مین ہو ہو گیا مرا لیکن — کسینے آن کے اک دن خبر نہ لی میری

ولہ

تری تلاش مین آوارگی سے لیل و نہار — پہونچ چکا ہے جو کچھ کہ اب بنی میری
کٹی ہے وادی ریگ روان ہے طے کرتے — برنگ شیشۂ ساعت یہ ہر گھڑی میری

ولہ

مین تو ناحق یہ قصہ کہکر — تم سے کہتا ہون مدعا سمجھے
رفتہ رفتہ کبھی سمجھ لوگے — ابھی تو آپ کی بلا سمجھے

ولہ

غیر سے باتین کرتے اوسکو طیش پھر — کل جو ہمنے کہا بھلا سمجھے
وہین پہر بول اوٹہا ڈہٹائی سے — بارے فرمایئے تو کیا سمجھے

ولہ

کہا مینے جو کل اوسکو کہ سنتے ہو میان صاحب — بلا سے ہم بہی اب جانتے تو بیوفا ہوتے
تو سنتے ہی لگا کہنے چہ خوش تقلید کی خوبی — بہلا بالفرض گر تم بیوفا ہوتے تو کیا ہوتے

ولہ

فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش ٹک سیر کرین
شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر اک مرغ گلستانی
لی ہے جسکی اوج ہوا پر بول یہ اوڑتے جاتے ہین
تم ورنا تم ورنا ورتم وہم تتنا درتا دا نی

ولہ

کل کسینے جو کہا اوس سے طپش نے پیارے — دیکے بہیجا ہے ترے پاس یہ پیغام مجھے
کہ کسی دن بہی ملے گا مجھے کام دل زار — یا کہ منظور ہے رکہنا یونہی ناکام مجھے
تو لگا کہنے کہ صاحب تمھین معلوم نہین — اب تو مدت ہوئی اوس سے نہین کچھ کام مجھے

ولہ

کیا کہون حال طپش کو تجھسے اے نازک دماغ — مت سن اس مضمون کو یہ قصۂ جانکاہ ہے
صبح سے تا شام یا رونا ہے یا ہچکی — شام سے پہر صبح تک یا نالہ ہے یا آہ ہے

ولہ

آہٹ قدم کی پاکے کہا شبکو کون ہے — مینے کہا کہ کوئی نہین یہ غلام ہے
سنتے ہی خشمگین ہوکے لگے کہنے واہ واہ — گہر جاے کیا غلام کا اسوقت کام ہے

ولہ

بوسہ لیتے ہوے کل اونسے جو پوچھا مینے — سچ کہو کچہ تمھین بہی اس مین مزا آتا ہے

لگے کہنے کہ طپش سن تو مین یہ حیران ہون — سمجھے کچھ اور بھی ان باتون سے آتا ہے

ولہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دہوم — سیر مین ہے ہر اک تماشائی
گل سے گلرو جو ہین بسنتی پوش — دل مین کہیتی ہے جنکی رعنائی
کہتے ہین آن کر مجھے ہنس ہنس — دیکھکر میری ناشکیبائی
ہو مبارک تمہین جنون طپش — پہر نئی رت نئی بہار آئی

ولہ

کیا بیان کیجے شرارت آہ اوس عیار کی — تہرہے رفت سے ظالم ہے بلا انگیز ہے
تیزی مژگان کی تعریف اوسکے جب کرتا ہون — طعن سے کہتا ہے مجھکو تو بھی کتنا تیز ہے

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ٭

رقعہ شوق کو مرے قاصد — نہ سنکو دکہاکے لے جاے
کہین آپ نہو مرے خط کا — کوئی مضمون اوڑا کے لے جاے

ولہ

گلی مین یار کے ہم آج شکوہ اے ہمدم — بتائین کیا کہ کدہر سے گئے کہان سے گئے
صبا کی طرح سے انکہو نمین سبکے ڈال کی خاک — نظر بچا گئے ہر اک وہان کی پاسبان سے گئے

عزیز تخلص بہکاری لال دہلوی شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ ٭

آرام وصل و ہجر مین ممکن نہین ہمین — یون ہی ہمیشہ مضطرب ای رشک ماہ تہی
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار کی ہے جی — جب وصل تہا تو کشتۂ تیغ نگاہ تہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت دشوار پسند ہے اشعار فارسی ان کے ظہوری ترشیزی اور میرزا عبد القادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہین اور اشعار اردو رتبہ بلند رکہتے ہین اوائل مین اردو غزل مین اسد تخلص کرتے تہی اب اعرصہ گذرا

کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا
کلیات انکا نظر سے گذرا

پھر کھلا ہے در عدالت ناز	گرم بازار فوجداری ہے
ہو رہا ہے جہان مین اندھیر	زلف کی پھر سررشتہ داری ہے
پھر دیا پارۂ جگر نے سوال	ایک فریاد و آہ و زاری ہے
پھر ہوئے ہین گواہ عشق طلب	اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و مژگان کا جو مقدمہ تھا	آج پھر اوسکی روبکاری ہے

ولہ

اے تازہ واردان بساط ہواے دل	زنہار اگر تمہین ہوس نا و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو	میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی	مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شبکو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط	دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صداے چنگ	یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین	نے وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی	اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

ولہ

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین	اک تیر میرے سینے مین مارا کہ ہاے ہاے
وہ سبزہ زار ہاے مطرا کہ ہے غضب	وہ نازنین بتان خودآرا کہ ہاے ہاے
صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر	طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہاے ہاے
وہ میوہ ہاے تازہ و شیرین کہ واہ واہ	وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہاے ہاے

ولہ

ہے جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی	زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے

خامۂ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیے
سر پستان پریزاد سے مانا کہیے

اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
نافۂ آہوے بیابان ختن کا کہیے

وضع مین اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق
رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے

صومعہ مین اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے

کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیے
کیون اسی نقطۂ پرکار تمنا کہیے

کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجیے
کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے

کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلے لکھیے
کیون اسے نقش پے ناقۂ سلما کہیے

بندہ پرور کی کف دست کو کیجیے دل فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

غفلت تخلص اخوند غفلت باشندہ رامپور خواہر زادہ کرم خان کرم شاگرد حافظ شیراتی طالب انکے بیشتر اشعار مین موت کا مضمون ہوتا ہے شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

سکندر آئے زمین ناپتے جو تا لب گور
صدا یہ کانمین آئی وہان تربت سے

بس اب نکیجے گام ورین سے پیمائش
یہانتکے ہوگی مساحت جریب قامت سے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

دہن کے وصف مین حیران ہین تیرے نکتہ چین
کمر کا کیا کوئی مضمون ترا ای سیمبر باندہے

دہن کی فکر اوس سے ہو جیسے شوق عدم ہووے
وہ مضمون کمر باندہے جو مرنے پر کمر باندہے

فغان تخلص مرزا اشرف علی خان کوکہ حال ان کا پیشتر تحریر ہوا ہے

تنہا اگر مین یار کو پاؤن تو یون کہون
انصاف تو نچھوڑ مروت اگر گئی

آخر فغان وہی ہے اوسے کیون بھلا دیا
وہ کیا ہوئی تپاک وہ الفت کدہر گئی

مجھسے جو پوچھتے تو بہرحال شکر ہے
یون بھی گذر گئی مری وون بھی گذر گئی

ولہ

کل دیکھتا ہون کیا کہ سر راہ ایک شخص — کہنے لگا فغان نہین شاکی تو یار سے
ہین یہ دیا جواب کہ سنتا ہے ای عزیز — ہے دور مرتبہ مرا صبر و قرار سے
تھا نہ سنجا نہ یار کا کرتا گلہ ہر دو ن — یہ تو نہٹ بعید ہے میرے شعار سے
ہین وہ ہون عندلیب کہ گلزار دہر ہین — مجکو خلش نہ ایک سے ہے نے ہزار سے
تنہا نہ گل ہی دیکھکے دل باغ باغ ہے — انکھین بھی لگ رہی ہین مری نوک خار سے

قائم تخلص محمد قیام الدین مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

رات اوس سے کہا مین کہ تری کوچہ مین پیارے — قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے
کیا ہو جو ٹک اک سُنلی تو احوال کو اوسکے — بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجب ہے
ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یان تو — لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کہا مینے قاتل سے قدرت کو ظالم — تری تیغ سے ہے جگر آزمائی
لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوسکا — مین دیکھی تری بس ہنر آزمائی
سسکتا ہی چھوڑا اوسی خاک و خون مین — کہ تیغ ستم اور پہ آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق میرا — جدہر آزمائی اودہر آزمائی

ولہ

قدرت ٹک کھول چشم عبرت — گر فکر سراغ رہروان ہے
جو نقش قدم ہے اس زمین پر — آئینۂ حال رفتگان ہے

ولہ

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتی ہے عبرت یہ بولی یک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنے آز کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگی گور غریبان کی طرف
مرقدین دو تین دکہلا کر مجہے کہنے لگے
پوچہ تو اِن سے کہ جاہ و حشمت و دنیا سی آج
جس جگہ جان ہمتن سو طرح مایوس ہے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاوس ہے
کچہ بہی انکے ساتہ غیر از حسرت و افسوس ہے

کامل تخلص مرزا کامل بیگ اور کچہہ حال انکا معلوم نہوا

مژگان سے کرچکے دل ابرو کرے ہے ٹکڑے
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہو وے خالی
یہ بات اوس سے کہکر جب سینے دادِ جا ہی
تلوار پہر نہ کہینچے تو کیا کرے سپاہی

مجروح تخلص مولوی حافظ حمید النبی باشندہ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رقت برادر خورد وشاگرد مولوی حافظ رشید النبی وحشت اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی کے علوم فارسی وعربی مین اچہا دخل رکہتے ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر پر مضمون و آبدار کہتے ہین کلکتہ مین بہی آئے تہے کئی برس ہوئے کہ وطن کو چلے گئے راقم کے دوستون مین ہین ․

اوس سرمہ و گیسو و مسی سے
پیاسون کے لیے ہی سرخروئی
ہے راکبِ ذی الجناح یہ دل
مژگان ہے تری ادہر صف آرا
حملہ یہ ہے لشکرِ شامیون کا
نرغے مین وہ نازشِ و ادا کی
اے لشکرِ شام گیسوے یار
کوچہ ترا دشتِ کربلا ہے
جوہر دم تیغ نے کیا ہے
ناوک جو ترا چہیدا ہوا ہے
گیسو سے اودہر ستم بپا ہے
تنہا کا صفون کا سامنا ہے
سید کے بقول کہ رہا ہے
سادات کا قتل کب روا ہے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

ہر چند ہے اوسکی ہر ادا شوخ
پر دانتون تلے زبان دبانا
منظور جو اپنا اک ستم ہے
بیداد ہے قہر ہے ستم ہے

وله

انداز مین نگاہ مین مارا پڑا کوئی
گردن کسیکی تیغِ تغافل سے کٹ گئی

وزارت اس گلی مین بہی ماجرا رہا　　　کب عاشقونکے ورسے تری بہیڑ چہٹ گئی

ولہ

غنچۂ گل کی چولی مسکی دیکہہ　　　عقل بہولی ہے عندلیبون کی
ہائے دیکہی نہین اونہون نے نگر　　　وضع ڈلی کی جامہ زیبون کی

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نو بہار و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تہی لکہنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تہا کلکتہ مین اگر شنہ بارہ سو آٹہ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تہے اشعار فارسی اونکے قریب ویڑہ لکہ کے ہونگے

کہڑے رہیے جو اونکے بزم مین تو یون لگے کہنے　　　دکہاتا ہے یہ اپنے پانون کیون ناحق کہڑا تہی
جو اپنی بات سنکر بیٹہ جاتین تو لگے کہنے　　　ہنسی سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹہے

منحور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان ریختی مین دوگانا تخلص کرتے ہین حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سو بہانے تہے گر آنے تو ہزارون ڈہب تہے　　　لاکہ صورت سے اچہی بات بنائی ہوتی
اے صنم تجہکو جو آنے کا ارادہ ہوتا　　　تم نہ رکتے کبہی بانیں جو خدائی ہوتی

ولہ

کل اونسے جو محفل مین کہا میننے کہ غافل　　　جینے کی تجہے غم سے ترے پڑ گئے لالے
سنتے ہی لگے کہنے وہ منحور سہون سے　　　لو اور سنو یہ بہی ہوئے جان جینے والے

ولہ ریختی قطعہ

راتکو اک نگوڑے نے کہٹ سے　　　صحن مین پاکے بے حجاب مجہے
مچہیان لین گلے سے لپٹا کے　　　پہر لیا زانو تمین داب مجہے
نتہین کین ہزارون قسمین دین　　　کر گئے چہوڑا مگر خراب مجہے

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ÷

اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھ سے پہ عاشق — وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی
یہ کہکے میں رویا تو لگا کہنے نہ کہ میر — سنتا نہیں میں ظلم رسیدونکی کہانی

ولہ

ترا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے — چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ — واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

ولہ

میں بے نوا اڑا تھا بوسے پہ اون لبون کے — ہر دم یہی صدا تھی دے گزر و ٹال کیا ہے
پر چپ ہی لگ گئی جب اونسنے کہا کہ کوئی — پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ÷

آج گو اے مہ جبینو مشغلہ ہے تمکو یہی — چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے
جائے آئینہ ہے کل آئینۂ زانو جدا — اور عوض شانہ کے ٹکڑے استخوان شانہ ہے

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور حال انکا پیشتر تحریر ہو

میں سمجھتا تھا کہ وہ خوش ہونگے — میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی
غیر سنتے ہی ہوا شادیِ مرگ — خاک اب اونکو مسرت ہوگی

نامی تخلص مرزا حسام الدین حیدر خان لکھنوی ولد مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق مرثیہ گو شعر انکے خوب ہوتے ہین

کیا قطع موقع پہ پڑا تا سینے کل آپنا — مضطر ہوسے دیکھ آئنے ہر گوشے کسو سے
ہو جاوگے صورت سے خفا یہ کہون کیونکر — سوتے ہوے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسو کے
دل ڈھرکے ہے منہ فق ہے لٹین کہر بن ہین جو — ایجان نکل بھاگے ہو قابو سے کسو کے

گستاخ تخلص راقم آثم ÷

نشان باقی رہا جز نام کسکا دار فانی مین — الہی در پئے کین کس قدر یہ دور گردون ہے
بچا آئینۂ اسکندری نہ جام جم کا ہے — نہ باقی طاق نوشیروان ہے نے قصر فریدون ہے

نہ عذرا نے دمن ہے اور نہ شیرین ہے نہ ہے لیلی
نہ وامق ہے نہ ہے نل کوہ کن ہے اور نہ مجنون ہے

ولہ

جان کنی روز روز جان کا ہے
تا بکے یون جیا کرے کوئی
کوئی تبلا تو خدا کے سے لیے
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

ولہ

زمست کے تم اوٹھ آئے ہو گہبرائی ہوئے
دراغ مے کا کیون یہ دامن گیر پیراہن ہے
نشہ کی بد مستیون مین ہاتہہ پائی کس سے کی
چاک کیسا اوبت ہے پیر پیراہن مین ہے

ولہ

کافرونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان آخرش
جانب دیر بتان ہرگز نجاؤن تو سہی
پہر غم عشق بتان مین شعلہ زن ہو وے اگر
خاک مین مین آتش دل کو دباؤن تو سہی
پہر تو اونکو دل نہ دون مین یا وے سب عیار یان
اونکو بہی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی
اونکی صورت ہو نہ مجہکو التفات اونکی طرف
جسقدر مجہکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی
شانہ اونکے زلف کی صورت کرون کیا کیا پیچ
آخر اونکو دام مین اپنے پہنساؤن تو سہی
لاکہ چاہین وہ نکالین پر نہ نکلون کبہی
شکل مردم اونکی آنکہون مین سماؤن تو سہی

ولہ

اونکو چہیڑا کے وا دیدہ صد شب وصال
پلنے کہا ہنسی سے وہ شوخی کدہر گئی
ہاتہہ نکو بس جہٹک کے خفا ہو کے بول اوٹھے
چہوڑو کہین بہی ہاتہہ کلائی اوتر گئی

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اوسکی ہاتہہ کا کاس سنہرا دیکہہ
شب کہا ماہ نے یہ پروین سے
سہرے پر وزاب نکالے ہے
چونچ بیضہ سے مرغ زرین نے

ولہ

سمجہہ اوسکو نہ آہو دشت لیلی
یہ مجنون وحشت مین آیا جو گہر سے
جسے تو سمجہے ہے وہ ہین خار
لگے ہین پاون مین نکلے ہین سر سے

وله

کہون تجھسے نصیر اب کیا تپوچھ احوال فرقت کا	فلک پر بیٹھکے کب وہی ہنسا اور سے اکیدم خالی
وہان وہ آئینہ دیکھے ہے یان ہم سر زانو ہین	نہ یک دم کی اوسے فرصت نہ اک لحظہ ہین ہم خالی

وله

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین	کٹتی اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہے
ساغر ہے داغ شیشۂ صہبا ہے آبلہ	بارش ہے اشک ابر سیہ دود آہ ہے

وله

چھانی بہت سی منزل دنیا کی خاک راہ	نقش قدم بھی ایک نہ آیا نظر مجھے
کیا جانیے اب کدہر وہ گئے حیف اے نصیر	یاران رفتگان کی نہین کچھ خبر مجھے

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان و ترجمہ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو ان سے یادگار ہین

کہکشان مانگ ہے ہلال ابرو ہین	مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
لب مسیحا ہے لب بہ رنگ مسی	سایۂ قامت مسیحا ہے

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا و میر مقیم دہلی کچھ روز ون فیض آباد و بنارس مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی

یاران ہمنشین و رفیقان دوستدار	سب آشنا ہین زندگی مستعار کے
جب مند گئی پھر آنکھ تو ای دوست بعد مرگ	بیٹھکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے

خاتمۃ الطبع

داور داد گر را ستایش کہ این زیبا گلدستہ جان نواز مجموعۂ قطعات اساتذۂ اردو زبان موسوم بہ **قطعۂ منتخب** در مطبع نامی گرامی جناب معلی القاب منشی **نول کشور** لکھنؤ بماہ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء مطابق شہر جمادی الاولی سنہ ۱۲۹۱ ہجری از قالب طبع بر آمدہ

شام آرای جہان گردید